گیارہ قدم

تصنیف لطیف

حضور فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند،

حضرت علامہ حافظ پیر مفتی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری

www.faizahmedowaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

گیارہ قدم

تصنیف لطیف

حضور فیضِ ملت، مفسر اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، خلیفہ مفتی اعظم ہند،

حضرت علامہ حافظ پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

گزارش

اگر آپ کو اس رسالے میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا کوئی کمی بیشی نظر آئے تو اسے اپنے قلم سے درست کر کے ہمیں بھیجئے تا کہ ہم آئندہ اشاعت میں اس کمی کو پورا کر سکیں۔ admin@faizahmedowaisi.comfaizahmedowaisi011@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِه الۡكَرِیۡمِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَا بِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ.

امابعد! نمازِ غوثیہ جو صلوٰۃ الاسرار کے نام سے مشہور ہے حل المشکلات کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ اس نماز کے ہر عمل پر مخالفین کو اعتراض ہے بالخصوص گیارہ قدم چل کر بغداد کی جانب آنے جانے کو شرکِ عظیم سے تعبیر کرتے ہیں ۔فقیر نے اس رسالہ میں ان کے ہر اعتراض کا دندانِ شکن جواب دیا ہے یہ سارا فیض ہے، امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ورنہ من آنم که خود دانم۔

وَمَاتَوۡفِیۡقِیۡ اِلَّا بَاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰے حَبِیۡبِهِ الۡكَرِیۡمِ وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۹ محرم ۱۴۲۳ھ

بہاول پور، پاکستان

☆......☆......☆

ولادت: محبوبِ سُبحانی قطبِ ربانی محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت ابوصالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پیدا ہوئے تو شمعِ نور (غوثِ اعظم) نے دنیا کو چاروں طرف روشن کر دیا جس سے دینِ مصطفیٰ ﷺ کو رونق و برکت اور تازگی نصیب ہوئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ماہِ رمضان المکرّم میں پیدا ہوئے اسلئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس ماہِ مقدس میں دن کو والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیتے تھے یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ پیدائشی طور پر روزہ دار تھے۔

تعلیم: حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدرسہ نظامیہ بغداد میں جب تعلیم مکمل کر چکے تو عبادت و ریاضت کی عادت ڈال لی۔ پہلے ایک (۱) سال مدائن کے کھنڈرات میں شب و روز یادِ حق میں بسر کیا۔ پھر سالہا سال عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ پچیس (۲۵) سال کے مجاہدات کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ الشیوخ ابوسعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست پر بیعت کی اور سلوک میں بہت بڑا مقام و مرتبہ حاصل کیا۔

محی الدین: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ ہیں جنہوں نے پیدا ہوتے ہی خدا کے فرض کردہ روزوں کو ادا کیا پھر جب بالغ ہوئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شریعتِ اسلامیہ پر آنے والی ظلمات کو خوب صاف فرمایا یہاں تک کہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا مکمل طور پر نفاذ ہوگیا اور دین کو حیاتِ نو نصیب ہوئی اِسی لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "محی الدین" کہا جاتا ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبتِ الٰہی میں وہ کمال حاصل تھا کہ عشقِ خداوندی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر ادا سے نمودار تھا۔ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منزلِ وحدت میں مستغرق تھے کہ بس خدا ہی خدا آپ رضی اللہ تعالیٰ کو یاد تھا اور غیر سے آپ رضی اللہ تعالیٰ بالکل بے خبر تھے۔

دین زندہ کردیا: محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک غیر آباد سنسان مقام سے گزر رہے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخلاص و وفا اور طلبِ صادق کی لاتعداد مثالیں قائم کر کے حریمِ قدس (خانہ کعبہ) کے محرم اور لامکاں کی وسعتوں کے شہباز بن چکے تھے اور خصوصی نورِ بصیرت حاصل ہونے کی وجہ سے غیر محسوس حقائق و معانی کو محسوس صورت میں دیکھ سکتے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ناتواں (کمزور) اور خستہ حال بوڑھا راستے میں لیٹا ہوا دیکھا۔ اُس کے چہرے پر مردنی اور ویرانی چھائی ہوئی تھی مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس پر بے اختیار پیار آ گیا۔ گویا کوئی اپنا ہی عزیز اور محبوب ہو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کی بالیں (سرہانے) پر کھڑے ہوگئے۔ مسیحا کو مہربان اور سر پر کھڑا دیکھ کر جاں بلب (مرنے کے قریب) مریض نے آنکھیں کھول دیں جیسے اُس کی جان میں جان آ گئی ہو اور وہ جان گیا ہو کہ اب شفایاب اور تندرست

ہونے میں کچھ دیر نہیں۔ بوڑھے نے لرزتا ہوا کمزور ہاتھ بڑھایا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قوی ہاتھوں سے تھام لیا۔ بوڑھے کی رگوں میں بجلی کی سی تیز رو دوڑ گئی اور جسم میں توانائی انگڑائیاں لے کر بیدار ہوگئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اُس کے پژمردہ (مرجھائے ہوئے) اور سوکھے چہرے پر نکھار آ گیا۔ کمزوری اور ناتوانی جاتی رہی۔ اضمحلال (سستی و کاہلی) و خستگی کافور (ختم) ہوگئی اور ضعف ونقاہت (کمزوری) کا نشان تک نہ رہا جو ابھی تھوڑی دیر پہلے موجود تھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی بدلتی کیفیت کو محسوس کیا اور اُس معجزانہ تبدیلی پر حیران رہ گئے۔ بوڑھے کی جگہ کھڑے اب جوانِ رعنا نے جواب دیا۔ عبدالقادر! حیران ہونے کی ضرورت نہیں میں دینِ اسلام ہوں میری حالت نہایت خراب اور خستہ ہوچکی تھی تم نے مجھے سہارا دے کر قوت بخشی ہے مجھے زندہ کیا ہے، پیارے! تم ''محی الدین'' ہو۔

دین و دنیا کا حال زار: غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ بصیرت سے بہرور حقیقت شناس (حقیقت پہچاننے والی) آنکھوں نے دین کو جس مثالی صورت میں دیکھا بغداد کی عملی صورت اُس کا بھیانک نمونہ تھی۔ دین کی گرفت ذہن و کردار پر ڈھیلی پڑ چکی تھی، جس کے نتیجے میں وہ تمام اخلاقی قدریں دم توڑ چکی تھیں جو اُس کا لازمی حصہ ہیں۔ دولت کی فراوانی (زیادتی)، گناہوں کی لذت اور عیش و عشرت کی رنگینی نے اعمالِ صالحہ کو ایک ثانوی حیثیت دے دی تھی، جس کا قومی اور انفرادی زندگی پر یہ اثر تھا کہ بدی عام تھی اور گناہ اپنی تمام تر حشر سامانیوں اور نمائشی دل آویزیوں (دل کو متاثر کرنے والی) کے ساتھ آزاد و بے قید تھا۔

دورِ احیائے دین: اُن بگڑے ہوئے حالات و واقعات کی اصلاح کے لئے ایک ایسے مسیحا نفس کی ضرورت تھی جس کی قوت کی تر و تازگی صرف علمی موشگافیوں، فلسفیانہ توجیہوں اور فقہی نکتہ آرائیوں تک ہی محدود نہ ہو، بلکہ بصیرت و روحانیت کی حدوں کو بھی چھوتی ہو اور اُس میں عشق کی سرمستی اور معرفت وآگہی کی وہ برقی رو بھی ہو جو مردہ دلوں کو زندگی بخشتی اور طاغوتی طاقتوں (شیطانی قوتوں) کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہو۔ اِس کام کے لئے مشیتِ ایزدی (خدا) نے جنابِ غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بطورِ خاص تیار کیا اور دین کی تجدید و تقویت (طاقت) اور ملت کے احیاء کا اعزاز عطا کرنے کے لئے ابتداء ہی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت اور معاونت فرمائی۔

غیبی تربیت: واقعات سے پتہ چلتا ہے قدرت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِس مقصد کے لئے چن لیا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محی الدین بنانا مقصود تھا۔ یہ واقعات زمانہ طالبِ علمی سے لے کر اُس دور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد میں داخل ہو کر تختِ کرامت پر جلوہ فرما ہوئے اور مقابلہ میں آنے والی مادی قوتوں کو

پاش پاش کردیا۔ اِن واقعات کا تذکرہ باعثِ سعادت وبصیرت اور اُس نتیجہ تک پہنچنے میں کافی مددگار ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت میں دستِ قدرت کارفرما تھا۔ چنانچہ چند واقعات وشواہد پیش کئے جاتے ہیں تاکہ یقین ہو کہ واقعی اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے احیاء کے لئے جس ہستی کو منتخب فرمایا وہ واقعی اِس لائق ہے کہ انہیں تسلیم کیا جائے کہ آپ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سچائی کی برکت: چند افراد پر مشتمل ایک مختصر سا قافلہ بغداد کی جانب عازمِ سفر (سفر کا ارادہ رکھتا) ہے۔ اِس قافلہ میں ایک نوعمر بچہ بھی اپنی والدہ کی اجازت سے طلبِ علم کے لئے جارہا ہے۔ جب یہ قافلہ مقامِ ہمدان سے آگے نکلتا ہے تو ڈاکوؤں کا ایک گروہ اِس پر حملہ آور ہوکر لوٹ مار کا بازار گرم کردیتا ہے۔ ایک ڈاکو اُس بچے کے قریب آکر پوچھتا ہے کہ ''اے لڑکے! تیرے پاس بھی کچھ ہے۔'' عام روایت کے خلاف وہ نوعمر بچہ اپنی صدری (سینہ بند) میں سلے ہوئے چالیس (۴۰) دیناروں کا انکشاف کرتا ہے، ڈاکو اُسے مذاق سمجھتے ہوئے بغیر کسی تعرض (اعتراض) کے آگے بڑھ جاتا ہے لیکن جب ہر پوچھنے والے ڈاکو کو بچے کی طرف سے یہی جواب ملتا ہے تو تحقیق وصداقت کے لئے اُسے ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لے جایا جاتا ہے۔ ڈاکوؤں کا سردار اُس نوعمر بچے کی حق گوئی سے متاثر ہوکر استفسار (پوچھتا) کرتا ہے کہ ''اے لڑکے! تو جھوٹ بول کر اپنے دینار بچاسکتا تھا لیکن تونے ایسا نہیں کیا۔ اِس کی کیا وجہ ہے۔۔؟'' اُس لڑکے نے بتایا کہ میری ماں نے مجھ سے ہر حالت میں سچ بولنے کا وعدہ لیا ہے چنانچہ میں نے اِسی وعدے پر قائم رہنے کے لئے سچ بولا ہے اِس حق گوئی کا ڈاکوؤں پر گہرا اثر ہوا۔ ڈاکو یہ سوچنے پر مجبور ہوگئے کہ ایک بچہ تو اپنی ماں کی نافرمانی نہیں کرتا لیکن ہم کس قدر بدبخت ہیں کہ مدت سے اپنے خالق ومالک کی حکم عدولی میں مصروف ہیں۔ چنانچہ وہ توبہ کرکے راہِ راست اختیار کرلیتے ہیں۔ وہ بچہ جس کے اعلیٰ کردار کی ایک معمولی سی جھلک نے ڈاکوؤں اور لٹیروں کی زندگی میں انقلاب برپا کرکے نہ صرف اُنہیں عذابِ الٰہی سے بچایا بلکہ سینکڑوں خاندانوں کو امن وسکون کی دولت سے مالا مال کیا۔ یہ وہی بچہ تھا جس کو آج دنیا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے پہچانتی ہے۔ جن کی شخصیت کا ایک مختصر خاکہ یہ ہے کہ حصولِ علم کی خاطر آبلہ پائی (پیروں میں چھالے پڑجانا)، سلامتی ایمان کے لئے نفس کشی اور دنیا کی تمام لذّتوں سے بے رغبتی اور اللہ عزوجل کی کبریائی کا اقرار کرنے کے لئے ہر مادی طاقت کی نفی، غریبوں اور بے کسوں کی محفل میں باپ اور بھائی سے زیادہ شفیق، مہربان، بھوکوں کو اپنے دہن (منہ) کا لقمہ (نوالہ) عطا کرنے والے، ننگوں کو اپنا پیرہن مبارک بخش دینے والے، اُمراء کے دروازوں کی طرف سے پیٹھ کرلینے والے، بزمِ احباب میں صاحبِ سخن، شیریں

کلام، دربارِ خلافت میں شمشیرِ بے نیام (ننگی تلوار)۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چونکہ قدرت نے دینِ اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کا منصبِ جلیلہ عطا کرنا تھا جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کا اصل مقصد تھا اِسی لئے ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھیت میں ہل چلا رہے تھے کہ ہاتفِ غیب (غیب کی آواز دینے والا فرشتہ) سے ندا آئی ''اے عبدالقادر تمہیں قدرت نے بیل ہانکنے اور ہل چلانے کے لئے پیدا نہیں کیا ہے۔'' چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ آواز سنتے ہی ہل چھوڑ کر زمین پر بیٹھ گئے اور اِس مقصد اور اِسی سوچ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر کی راہ لی، گھر میں دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ داخل ہوئے۔ ماں نے بیٹے کو گھبرایا ہوا دیکھ کر وجہ پوچھی تو بیٹے نے تمام واقعہ کہہ سُنایا۔ ماں واقعہ سننے کے بعد کچھ دیر خاموش رہی اور پھر دھیمی آواز سے کہا بیٹا! ہاتف نے سچ کہا ہے تم کو خدا نے بیل ہانکنے اور ہل چلانے کے لئے نہیں پیدا کیا۔ خدا نے تم سے کوئی بہت بڑا کام لینا ہے جسے انجام دینے کے لئے تمہیں ہر وقت تیار رہنے کی ضرورت ہے۔

تعلیمی سفر: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس اعلیٰ مقصد کی تیاری (طالب علمی) کی خاطر بغداد جانے کا ارادہ کیا چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کو شروع ہی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینی تعلیم دلانے کا خیال تھا اِس لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت دے دی گئی اور یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ جیتے جی اب دوبارہ اپنے لختِ جگر سے ملاقات ناممکن ہے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) ضعیف العمر (بڑی عمر والی) ماں نے اپنے بیٹے کے اقلیم (ولایت) علم وعرفان کا سلطان بننے کی خاطر صدمۂ فرقت برداشت کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحصیلِ علم کے لئے بغداد کی جانب روانہ ہوئے۔ چار سو (400) میل سے زائد کا خطرناک سفر طے کر کے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد میں رونق اَفروز ہوئے اور آئمہ کرام وعلماءِ عظام سے استفادہ فرمانے لگے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے قرآنِ کریم روایت ودرایت اور قرأت سے پڑھا، پھر فقہ، اُصولِ فقہ، علم وادب اور علمِ حدیث کے لئے وقت کے ممتاز علماء کے سامنے زانوئے تلمذ (شاگردی) طے کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اساتذہ میں ابوالوفا علی بن عقیل، ابوغالب، محمد بن حسن باقلانی، ابوالقاسم علی بن کرخی، ابوزکریا یحیٰی بن علی تبریزی جیسے نامور علماء اور محدثین شامل تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

علمی مجاھدہ: تحصیل (حصولِ) علم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت تکالیف کا سامنا ہوا۔ بغداد پہنچتے ہی فقر و فاقہ پیش آیا۔ والدہ کے دیئے ہوئے چالیس (40) دینار بغداد جیسے عظیم شہر میں کب تک کفایت کر سکتے تھے۔ اِنتہائی کفایت شعاری کے باوجود آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جیب جلد ہی خالی ہوگئی۔ دو (2) سال کا عرصہ اِسی طرح گزر گیا حتیٰ کہ بغداد کے گرد ونواح (آس پاس کے علاقے) میں سخت قحط پڑ گیا۔ لوگ روٹی کے ایک ایک ٹکڑے کو ترسنے لگے۔ انہی

فاقہ مستیوں اور عسرت (تنگی، مفلسی) میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آٹھ (8) برس تک مدرسہ نظامیہ میں علم حاصل کرتے رہے اور بالآخر ایک (1) دن ایسا آیا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی گئی۔

روحانی جذبہ: ظاہری علوم کی تحصیل سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس سوچ میں پڑ گئے کہ یہ سب تگ ودو (جدوجہد) جو میں نے کی ہے آخر کس مقصد کے لئے ہے؟ اِس میں شک نہیں کہ علم نے میری رہبری کی، مجھے راستہ دکھایا، لیکن منزل کہاں ہے؟ کاش مجھے وہ تعلق باللہ نصیب ہوتا جو میرے نانا عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب تھا۔ مجھے وہ ذوق وشوق عطا ہوتا جو میرے والدِ محترم کو خدا نے عطا کیا تھا، مجھے وہ قربتِ الٰہی نصیب ہوتی جو میری پھوپھی کو حاصل تھی۔

آخر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدات وریاضات میں مشغول ہونے کی ٹھانی چنانچہ ۱۱۰۲ء سے ۱۱۲۷ء تک پچیس (25) سال کی طویل مدّت ایسے ایسے مجاہدے اور ریاضتیں کیں کہ اُن کا تصور کرکے ہی انسان کانپ اُٹھتا ہے۔ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہ تھی جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس دور میں برداشت نہ کی ہو۔ پچیس (25) سال کے سخت اور ہولناک (خطرناک) مجاہدات کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شیخ الشیوخ ابوسعید مبارک مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوکر بیعت کا شرف حاصل کیا۔

مسندِ ارشاد: علومِ ظاہری اور باطنی نیز مجاہدات وریاضات سے فراغت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ ارشاد واصلاح پر متمکن (قائم) ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بڑے بڑے فصحاء (خوش بیان) و بلغاء (تعلیم یافتہ) علماء کی زبانیں گنگ ہوتی تھیں۔ عوام الناس کے علاوہ اُس دور کے مشائخ بھی وعظ میں بالالتزام شریک ہوتے تھے۔ بعض اُوقات وعظ میں شانِ جلالت بھی پیدا ہوجاتی تھی جس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ''لوگوں کے دلوں پر میل جم گیا ہے''۔

طالبِ علمی کے دور کا ایک اور واقعہ: غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''طالبِ علمی کا دور بڑا ہوش ربا اور سنگین تھا، بڑی عسرت (تنگی، مفلسی) اور تنگ دستی کی حالت میں دن گزرتے تھے، بعض اُوقات لگاتار فاقے آتے، کھانے کے لئے کچھ بھی نہ ملتا مگر اِس حالت میں بھی استقلال (مضبوطی) کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا تھا۔ میں ہر تکلیف اور پریشانی کو بڑے صبر کے ساتھ سہارتا اور یہ تصوّر کرکے کہ اِن حالات کے پیچھے قدرت کا ہاتھ (دستِ قدرت) ہے، زبان سے کچھ نہ کہتا''۔

ایک دفعہ لگاتار فاقے آئے، پھر قدرت نے خود قوتِ لایموت کا انتظام فرمایا مگر ساتھ ہی میرے لئے ایک روحانی درس کا بھی انتظام کر دیا۔ ہوا یوں کہ حلوہ پوری کہیں سے اچانک میسر آ گئی چونکہ سخت بھوک لگی ہوئی تھی اِس لئے اُسے لے کر مسجد میں آ گیا اور محراب میں بیٹھ کر اُسے سامنے رکھ لیا۔ ابھی کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک غیبی تحریر نمودار ہوئی عبارت یہ تھی۔

''پہلی کتابوں میں بتایا گیا ہے خدا کے شیر لذّتوں کے تابع نہیں ہوتے، وہ شکم پرستی اور خواہشوں کی پیروی نہیں کرتے، اُنہیں عارضی لذّتوں اور زبان کے چٹخاروں کے ساتھ کوئی سروکار نہیں ہوتا''۔

جب میں نے یہ غیبی تنبیہ آنکھوں سے دیکھی تو فوراً کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ کھانا وہیں چھوڑا اور دو (2) نفل پڑھ کر واپس آ گیا۔

بعض اُوقات اچانک غیبی امداد سے بڑی تسلی اور تسکین نصیب ہوتی تھی اور فقر و فاقہ کے باوجود کسی قسم کی بے چینی اور پریشانی محسوس نہیں ہوتی تھی۔

تنگ دستی کے اُسی زمانے میں غیبی اشارہ ہوا کہ دُکان سے روٹی لے لیا کرو، اُجرت کی ادائیگی کا انتظام ہم کر دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کافی عرصہ بعد حکم ہوا فلاں جگہ سونے کی ڈلی ہے وہ اُٹھا کر اُجرت کے طور پر دوکاندار کو دے دو۔ میں نے ڈلی وہاں پائی اور دوکاندار کو دے دی۔

قدرتِ کاملہ اپنے محبوب بندے کے لئے سونے چاندی کے ڈھیر لگا سکتی تھی مگر یہ تربیت اور تزکیہ کا دور تھا۔ اِسی لئے ایسی سہولتیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بالکل مہیا نہ کی گئیں بلکہ اگر کم عمری اور نادانستگی کی وجہ سے آپ کی طبیعت اُدھر مائل ہوتی تو فوراً شان کے خلاف اقدام سے روک دیا جاتا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر منزلِ مقصود کی طرف لوٹ آتے۔

چنانچہ ایک دفعہ طلباء نے آپس میں طے کیا کہ ''بعقوبا'' جا کر وہاں کے متمول (مالدار) زمینداروں سے گندم لائیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آمادہ ہو گئے مگر راستے میں ایک شخص ملا اُس نے پاس بلا کر کہا ''صاحبزادے! جو طالبِ حق اور نیک بخت ہوں وہ کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کرتے، تمہاری یہ شان نہیں کہ کسی سے مانگو''۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً واپس تشریف لے آئے اور پھر کبھی کسی سے سوال نہ کیا۔

ریاضت و مجاھدات: فراغت کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبتِ الٰہی کی لگن میں بیابانوں کے لئے، پہلے دور میں عشق کی چنگاری سلگ رہی تھی وہ شعلہ جوالہ (آگ کی گیند کی طرح پھرنے والا شعلہ) بن گئی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کے لئے ہر چیز کو خیر باد کہہ دیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستقبل قریب میں جو کام انجام دینا تھا اُس کا بھی یہی

تقاضا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کشف ووجدان کی نزاکتوں سے آگاہ اور باطنی قوتوں سے آراستہ ہوکر میدان میں آئیں تاکہ جن طاغوتی طاقتوں سے نپٹنا ہے اُن کے مقابلہ کے وقت دشواری پیش نہ آئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کو چت کرسکیں۔ غیر مرئی، شیطانی اور ابلیسی قوتوں نے بھی جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذوق وشوق اور روحانی ترقی کی رفتار کا یہ عالم دیکھا تو وہ بھنا اُٹھیں اُنہیں مستقبلِ قریب میں اپنی موت کا منظر صاف نظر آنے لگا۔ اُنہیں یہ سوچنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ جو شخص آج بیابانوں میں اِس لگن کے ساتھ مصروفِ عمل ہے وہ اُن کے لئے پیغامِ موت ہے۔ بدی کی جن قوتوں کو اُنہوں نے رواج دیا ہے اور عوام میں جن قباحتوں (بُرائیوں) کو جنم دیا ہے یہ اُن کا مٹانے والا ہے اور اگر یہ اِسی طرح سرگرمِ عمل رہا تو بہت جلد دین کی بالادستی اور فوقیت حاصل ہوجائے گی۔ اِس لئے ابھی سے اُس کا ناطقہ بند کر دینا چاہیے تاکہ کل یہ ہمارا ناطقہ بند کرسکنے کے قابل نہ ہوسکے اور دین کے جسدِ ناتواں میں حیاتِ تازہ پھونکنے کی صلاحیت واہلیت حاصل نہ کرسکے۔

چنانچہ اُن غیر مرئی طاقتوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے زبردست خطرہ کے پیشِ نظر محسوس کیا اور مرئی صورت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آکر مقابلہ کرنے کی ضرورت محسوس کی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تنگ کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ پریشان ہوکر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ میدان چھوڑ دیں اور ہمت ہار کر پیچھے ہٹ جائیں اور دین کی وہ قدریں اِسی طرح پامال ہوتی رہیں جو انسانیت کا زیور اور روحانیت کی معراج ہیں۔

(۱) حضرت محبوبِ سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ دورِ اُفق پر نور کا ایک تخت بچھا ہوا دیکھا جس سے روپہلی روشنی پھوٹ رہی تھی وہ تخت نزدیک آتا گیا اور پھر اُس سے آواز آئی ''عبدالقادر! میں تیرا خدا ہوں تو نے بندگی کا حق ادا کردیا، میں تم سے بہت خوش ہوں اور حرام چیزیں تمہارے لئے حلال کرتا ہوں۔ مزید تمہیں کسی عبادت کی بھی ضرورت نہیں کیونکہ تم نے مجھے راضی کرلیا''۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً **لاحـــول** پڑھی۔ دفعتہً (اچانک) ایک چیخ بلند ہوئی اور چاروں طرف تاریکی چھا گئی ابلیس ہاتھ ملتا ہوا آیا کہ ''عبدالقادر! تم اپنے علم کی وجہ سے بچ گئے ہو ورنہ میں نے بڑوں بڑوں پر یہ حربہ آزمایا ہے اور اُنہیں سرِ میدان پچھاڑا ہے''۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ (فوراً) فرمایا ''ظالم! تو دوسرا وار کررہا ہے میں اپنے علم کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے رب کے فضل سے محفوظ رہا ہوں، دور ہوجا۔''

(۲) مستقبل قریب میں رونما ہونے والے عظیم انقلاب کو ناکام بنانے کے لئے جہاں طاغوتی اور ابلیسی طاقتیں غوثِ

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے میں کانٹے بکھیر رہی تھیں وہیں کچھ محبوب اور مربی احباب (پالنے والے رشتے دار) اِس انقلاب کو کامیاب بنانے کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت تربیتی مراحل سے گزارتے تھے۔ یہ نفسیاتی نقطۂ نگاہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوہِ حلم و وقار اور مستقل مزاج بنانے کے لئے ضروری تھا تاکہ ہر تجربہ کی بھٹی سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کندن بن کر نکلیں اور جامع اوصاف شخصیت کے رُوپ میں سامنے آئیں۔

چنانچہ حضرتِ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حوصلہ شکن، سرد مہری، ڈانٹ ڈپٹ اِس سلسلہ کی نمایاں کڑی ہے۔ وہ سب کے سامنے جھڑکتے کہ اب تک کہاں تھے، تمہارے لئے ہم نے کھانا نہیں رکھا، فقیہ اعظم فقیہوں کے پاس جاؤ ہم سے کیا لینا ہے وغیرہ وغیرہ۔ طالبِ علموں نے جب اُستاذ کا یہ سلوک دیکھا تو اُنہوں نے بھی پر پُرزے نکالے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذاق اُڑانا شروع کردیا۔ حضرت حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چلا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں فرمایا ''نالائقو! تم کیا جانو عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا چیز ہے؟ میں تو اُس کی باطنی تربیت کے لئے یہ سلوک کرتا ہوں کیونکہ یہ اُس کی ریاضت کا زمانہ ہے وگرنہ مستقبل میں یہ آفتاب بن کر چمکے گا اور تمام چراغ اِس کی تابانی کے سامنے ماند پڑ جائیں گے، تم اُس کی عظمت کو کیا جانو''۔

اُن تمام حالات وواقعات، ربانی تائیدات اور دستگیریوں سے پتہ چلتا ہے کہ قدرت نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو احیائے دین اور اصلاحِ احوال کے لئے بطورِ خاص تیار کیا اور جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عملی میدان میں تشریف لائے تو باطل کے اندھیرے شیطان کے داؤ اور گناہ کے جال سب تار تار ہوگئے۔

تجدید و احیائے دین: جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم وعرفان اور تقویٰ ومعرفت کی تمام منازل طے کر لیں اور اعلیٰ پیمانے پر ارشاد واصلاح کا منصب سنبھالنے کے قابل ہوگئے اور اِس کمال کو چھولیا جس کے لئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیار کیا جارہا تھا تو ربانی اشارہ ہوا کہ بغداد جاؤ اور مخلوقِ خدا کو صراطِ مستقیم دکھاؤ جو بھٹک کر ناپسندیدہ راہوں پر ٹھوکریں کھا رہی ہے اور اللہ اور رسول (عزوجل وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اپنا رشتہ توڑ چکی ہے۔ یہ حکم پاکر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد کی طرف روانہ ہوگئے، جب ایک ہادی اور رہنما کی حیثیت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عوام کے افعال ومشاغل کا جائزہ لیا اور ہر طرف فسق وفجور (بدکاری، گناہ گاری)، خود غرضی اور ہوّس کے سیاہ سائے حرکت کرتے ہوئے دیکھے تو اُکتا گئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نفیس وجمیل دل ماحول کی گندگی سے گھبرا گیا اُسی وقت قرآن پاک بغل میں دبایا اور اُنہی بیابانوں کو دوبارہ رونق بخشنے کا ارادہ فرمایا جہاں سے تشریف لائے تھے۔ مگر اِسی لمحہ حکم ہوا عبدالقادر! یہیں رہ کر مخلوقِ خدا کو

ہدایت کا سبق پڑھاؤ اور برکات سے سنبھالا دو۔عرض کی مجھے اِس ماحول سے گھن آتی ہے اپنے دین کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تسلی دی گئی کہ دین کے محافظ ہم ہیں اِس لئے بے خطر اپنا کام شروع کرو۔ چنانچہ تسلی پا کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد میں قیام فرمایا۔

دین کی تجدید اور احیاء کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے والے عموماً عیش وعشرت کے دلدادہ، دولتمند اُمراء حکمران یا غلط فکر ونظر والے لوگ ہوتے ہیں جو ذہنی کجروی اور غلط اندیشی کی وجہ سے ناصواب (غلط) کو صواب (صحیح) سمجھ کر دین کا کام کرنے والے کے لئے مشکلیں ڈھونڈتے اور پریشانی کے اسباب تلاش کرتے ہیں اور اِسے دل جمعی سے اپنے فرائض سرانجام نہیں دینے دیتے۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا لیکن ''اِلاسْتِقَامَۃَ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ کَرَامَۃٍ'' مشہور مقولہ ہے جو کہ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر سو فیصد صادق آتا ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرعونانِ دور کی پرواہ کئے بغیر وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ اپنی زندگی میں ہی ایک کونے سے دوسرے کونے تک اسلام کا نام روشن فرمایا اِسی لئے آپ کا لقب ''محی الدین'' بھی ہے اور آج جو ہمارے ہاں اسلام کی رونقیں ہیں یہ صدقہ پیرانِ پیر دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

اُولیاء و مشائخ کی عقیدت :

''اقطابِ جہاں درپیش درت افتادہ چوپیش شاہ گدا''

(خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یعنی جملہ جہاں کے اقطاب تیرے دربار میں گداؤں کی طرح پڑے ہیں۔

محبوبِ سبحانی غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے بے حد حساب اور بے شمار ظاہری وباطنی نعمتوں سے نوازا تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''اَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً'' ﴿**ترجمہ**: تمہیں بھرپور دیں اپنی نعمتیں ظاہر اور چھپی۔﴾ (پارہ ۲۱، سورۃ القمان، آیت ۲۰) کے مصداق اور بذاتِ خود ایک جہاں ہیں۔

غوثِ اعظم درمیانِ اُولیاء

چوں محمد ﷺ درمیان انبیاء

یعنی غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُولیاء کے درمیان ایسے ہیں جیسے حضور ﷺ جملہ انبیاء علیہ السلام کے درمیان۔

غوث الثقلین مغیث الکونین حضرت شاہِ جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلالتِ شان کا اِس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ تمام سلاسل کے مشائخ کرام اور اُولیاء اللہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح کی ہے۔

(۱) خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یوں نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے۔

یاغوثِ معظم نورِ هدی مختارِ نبی مختارِ خدا
سلطانِ دوعالم قطبِ علیٰ حیراں زجلالت ارض وسما
در بزمِ نبی عالی شانی ستارِ عیوب مریدانی
در ملکِ ولات سلطانی اے منبع فضل و جودوسخا
چوں پائے نبی شدئے پامرت تاج همه عالم شد قدمت
اقطابِ جہاں در پیش درت افتاده چوپیشِ شاه گدا

(خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۲) شہنشاہِ نقشبند حضرت خواجہ سیّد بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح میں یوں رطبِ للسان ہیں۔

بادشاہِ هردوعالم شاه عبدالقادر است
سروراولادِ آدم شاه عبدالقادر است
آفتاب و ماهتاب و عرش و کرسی وقلم
نورِ قلب از نورِ اعظم شاه عبدالقادر است

(خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

(۳) شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں اس طرح گلِ عقیدت پیش کرتے ہیں:

''شیخ عبدالقادر جیلانی بادشاہِ طریق اور تمام عالمِ وجود میں صاحبِ تصرف تھے۔ کرامات اور خوارقِ عادات (کرامات) میں اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یدطولیٰ (مہارت، کمال) عطا فرمایا تھا''۔

(۴) قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہمعات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توصیف اِس طرح بیان فرماتے ہیں: ''غوثِ اعظم اُویسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُولیاءِ عظام میں سے راہِ جذب کی تکمیل کے

بعد جس شخص نے کامل واکمل طور پر نسبتِ اُویسیہ کی طرف رجوع کر کے وہاں کامل استقامت سے قدم رکھا وہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ آں جناب اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں''۔ نیز تفہیماتِ الٰھیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت موصوف قدس سرہٗ کو عالم میں اثر ونفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اور اِن میں وہ وجودِ منعکس ہوگیا ہے جو تمام عالم میں جاری وساری ہے۔ (تفہیماتِ الٰھیہ، جلددوئم)

محققِ اعظم عارف باللہ محدثِ اجل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وعظمت اِس طرح بیان کرتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے غوثِ اعظم کو قطبیتِ کبریٰ اور ولایتِ عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔ فرشتوں سے لے کر زمینی مخلوق تک میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال وجلال کا شہرہ تھا''۔

مجدد الف ثانی اور غوثِ جیلانی رضی اللہ عنہما: امامِ ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علوِ شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف (مبداومعاد کے صفحہ نمبر ۱۱) پر تحریر ہے کہ ''اِس مقام تک پہنچ جانے کے بعد جو اقطاب کا مقام کہلاتا ہے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے قطبیتِ ارشاد کی خلعت عطا فرمائی اور اِس منصب پر سرفراز فرمایا اِس کے بعد عنایتِ خداوندی نے اِس مقام سے مزید بلندی کی طرف متوجہ فرمایا چنانچہ ایک مرتبہ اصل ظلِ آمیز تک رسائی حاصل ہوئی اور اِس مقام میں بھی گزشتہ مقامات کی طرح فنا اور بقا نصیب ہوئی اور پھر وہاں سے اصل کے مقام تک ترقی عطا فرمائی گئی اور مقامِ اصل الاصل تک پہنچایا گیا۔ اِس آخری عروج میں جو کہ مقاماتِ اصل کا عروج ہے حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ کی روحانیت کی امداد حاصل رہی اور اِن کی قوتِ نصرت نے اُن تمام مقامات سے گزر کر اصل الاصل کے مقام تک واصل کردیا۔

خانوادۂ حضرت سید ابوالفرح سید محمد فاضل الدین قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم وچراغ صاحبِ الفضیلہ علامہ محترم حضرت سید بدر محی الدین قادری مدظلہٗ زیب سجادہ دربارِ فاضلیہ قادریہ فرماتے ہیں کہ حضرت غوثِ اعظم فرو افخم ابو محمد محی الدین سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدارالفیوض، علم وحکمت کے دروازے والے، ضیاء الامر، آرزومندوں کے اشتیاق اور اُمیدواروں پر عنایت وکرم فرمانے والے، دین کو کسوتِ (لباس، پوشاک) احیاء پہنانے والے اور جس کسی نے ان سے روشنی طلب کی اُن کے لئے نورِ عالم تاب ثابت ہونے والے، تبلیغِ اسلام کے اُفق پر ستارے روشن کرنے والے وہ ستارے جو لوگوں کے لئے ہدایت کا باعث ہوئے اور سلسلۂ طریقت کے اُفق کے لئے

آفتاب وماہتاب بنتے ہیں۔

ولیوں اور قطبوں کا یہ سورج ہر وقت چمکتا رہتا ہے اور اِس سورج کو کبھی گہن نہیں لگتا جیسا کہ آنجناب نے فرمایا:

اَفَلَتْ شَمُوسُ الاوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا

اَبَداً عَلیٰ اُفَقِ العُلٰی لا تَغْرُبُ

یعنی پہلے لوگوں کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے اُفق پر جلوہ تاب رہے گا۔

ماحصل یہ ہے کہ جب تک زمانہ موجود ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قطب الاقطاب ہیں۔

انتباہ: ایک گروہ اب یہ کہہ رہا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف اپنے زمانہ میں غوث تھے اور بس اُن کی تردید میں متعدد تصانیف شائع ہو چکی ہیں۔ اُن میں ایک تصنیف فقیر اُویسی غفرلہٗ کی بھی ہے " تحقیق الاکابر فی قدم الشیخ عبدالقادر"۔

امام حسن عسکری کی بشارت: خانوادۂ اہلبیت کے چشم و چراغ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری لمحات میں خاندان کا مقدس خرقہ اپنے وارث کے حوالے کیا اور ارشاد فرمایا کہ ''پانچویں صدی کے آخر میں عراق کی سرزمین سے ایک عارف باللہ کا ظہور ہوگا جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا یہ امانت بحفاظت تمام اُس کو پہنچا دی جائے'' چنانچہ وہ مقدس امانت نسل در نسل منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ ماہ شوال ۴۹۹ھ میں ایک امین وقت کے ذریعے غوثیت تک پہنچ گئی۔ (محرنِ قادریہ)

کرامات: اُولیاء اللہ میں کسی کے حصے میں بھی اتنی عظیم و کثیر کرامات نہیں آئیں جو سیدنا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملی ہیں۔ حضرت شیخ علی بن ابی نصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جب کوئی شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت دیکھنا چاہتا، دیکھ لیتا تھا''۔

حضرت نور بخش توکلی علیہ الرحمۃ نے ''تذکرہِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' میں آپ رضی اللہ عنہ کی کرامات کے جو عنوانات قائم کئے ہیں یہاں صرف اِنہی کو درج کیا جاتا ہے تا کہ کچھ اندازہ ہو سکے۔

ایک (۱) مُردوں کو زندہ کرنا۔ دو (۲) بیماریوں کا دور کرنا۔ تین (۳) بے موسم سیب کا غیب سے آنا۔ چار (۴) عصا کا نور ہو جانا۔ پانچ (۵) بارش کا تھم جانا اور آبِ دجلہ کا ہٹ جانا۔ چھ (۶) اناج میں برکت۔ سات (۷) دعا کا قبول ہونا۔ آٹھ (۸) مغیبات پر مطلع ہونا۔ نو (۹) قضائے حاجات۔ دس (۱۰) دور دراز فاصلے سے مدد کرنا۔

وصال شریف: شیخ ابوالقاسم کی روایت کے مطابق حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان ۵۶۰ھ میں صاحبِ فراش ہوئے، ایک باوقار شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کہا: "اے اللہ کے ولی رضی اللہ تعالیٰ عنہ السلام علیک میں ماہِ رمضان ہوں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِس امر کی معافی چاہتا ہوں جو مجھ میں مقدر کیا گیا ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جدا ہوتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ میری آخری ملاقات ہے"۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آئندہ رمضان نہ پایا اور ۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ میں وصال فرما گئے۔

(اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

﴿ملفوظاتِ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ﴾

☆ ہماری غیبت کرنے والے ہماری فلاح کرنے والے ہیں کہ ہم کو خراج دیتے ہیں اور اپنے اعمالِ صالحہ ہمارے اعمال نامے میں منتقل کرا دیتے ہیں۔ ☆ وہ کیا ہی بدنصیب انسان ہے جس کے دل میں جانداروں پر رحم کرنے کی عادت نہیں۔ ☆ تمہارے سب سے برے دشمن تمہارے ہم نشین ہیں۔ ☆ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہو رہی ہے۔ ☆ جو خدا سے واقف ہو جاتا ہے وہ مخلوق کے سامنے متواضع ہو جاتا ہے۔

☆ وعظ اللہ کے لئے کرو ورنہ تیرا گونگا پن بہتر ہے۔

☆ گمنامی کو پسند کر کہ اِس میں ناموری کی نسبت بڑا امن ہے۔

☆ جب تک کہ سطح زمین پر ایک شخص بھی ایسا رہے کہ جس کا تیرے دل میں خوف ہو یا اِس سے کسی قسم کی توقع ہو اُسوقت تک تیرا ایمان کامل نہیں ہوا۔

☆ جب تک تیرا اِترانا اور غصہ کرنا باقی ہے اسوقت تک اپنے آپ کو اہلِ علم میں شمار نہ کرو۔

☆ تنہائی محفوظ ہے اور ہر گناہ کی تکمیل دو سے ہوتی ہے۔

☆ کوشش کرو کہ گفتگو کی ابتداء تیری طرف سے نہ ہوا کرے اور تیرا کلام جواب ہوا کرے۔

☆ دنیادار دنیا کے پیچھے دوڑ رہے ہیں اور دنیا اہل اللہ کے پیچھے۔

☆ مومن کے لئے دنیا ریاضت کا گھر ہے اور آخرت راحت کا۔

☆ مستحق سائل خدا کا ہدیہ ہے جو بندے کی طرف بھیجا جاتا ہے۔

☆ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں مصروف۔

☆ جس نے مخلوق سے کچھ مانگا وہ خالق کے دروازے سے اندھا ہے۔

☆ تجھ جیسے ہزاروں کو دنیا نے موٹا تازہ کیا اور پھر نگل گئی۔

☆ تیری جوانی تجھ کو دھوکا نہ دے، یہ عنقریب تجھ سے لے لی جائے گی۔

☆ افلاس پر رضامندی بے حد ثواب ہے۔

☆ رحمت کو لے کر کیا کرو گے رحیم کو حاصل کرو۔

☆ جس کا انجام موت ہے اُس کے لئے کونسی خوشی ہے۔

☆ موت کو یاد رکھنا نفس کی تمام بیماریوں کی دوا ہے۔

☆ مومن کو سونا اُس وقت تک زیبا نہیں جب تک اپنا وصیت نامہ اپنے سرہانے نہ رکھ لے۔

☆ اللہ کی اطاعت قلب سے ہوتی ہے قالب سے نہیں۔

☆ جو کوئی گناہ کرنے کے وقت اپنے دروازے بند کر لیتا ہے اور مخلوق سے چھپ جاتا ہے اور خلوت میں خالق کی نافرمانی کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتا ہے ''اے ابنِ آدم! تو نے اپنی طرف دیکھنے والوں میں سب سے زیادہ مجھ کو ہی کمتر سمجھا کہ سب سے تو پردہ کرنا ضروری سمجھتا ہے اور مجھ سے مخلوق کے برابر بھی شرم نہیں کرتا''۔

☆ اے عمل کرنے والے! اخلاص پیدا کرو ورنہ فضول مشقت ہے۔

☆ طاعتِ خداوندی کو لازم کر نہ کسی سے خوف کر نہ طمع رکھ، ساری حاجتیں حق تعالیٰ کے حوالے کر اسی سے مانگ اور اس کے سوا کسی پر بھروسہ نہ رکھ۔

☆ لوگوں کے سامنے معزز نہ بنا کرو، ورنہ افلاس کے ظاہر کرنے کے سبب سے لوگوں کی نظروں میں گر جائے گا۔

☆ امیروں کے ساتھ تو عزت اور غلبہ سے مل اور فقیروں سے عاجزی اور فروتنی (غریبی اور عاجزی) کے ساتھ۔

☆ مخلوق کی محبت اُس کی خیر خواہی ہے۔

☆ موت سے پہلے یادِ خدا میں عزت ہے، لوگوں کے کاٹنے کے وقت ہل چلانا اور بیج بونا بے سود ہے۔

☆ ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسا مت کر، بلکہ رونے والوں کے ساتھ رویا کر۔

☆ کسی کی دشمنی یا کینہ کے خیال میں ایک رات بھی نہ گزار۔

﴿گیارہ قدم﴾

دنیا میں کونسا انسان ہے جسے دنیا میں رہ کر پریشانی پیش نہ آتی ہو۔ ہر فرد کسی نہ کسی مشکل میں گرفتار ہے اللہ والے تو تسلیم ورضا کے پیکر ہوتے ہیں۔ اِسی لئے وہ صبر سے کام لیتے ہیں۔عوام اسباب کو تلاش کرتے ہیں، عوام کی مشکلات کا حل ''گیارہ قدم'' کا عمل ہے۔ یہ منجملہ اِن اسباب سے ہے جن سے انسان کے مشکل سے مشکل اُمور آسان ہوجاتے ہیں۔ اِس رسالہ میں فقیر اُویسی غفرلہٗ نے نہ صرف گیارہ قدم کا عمل اور اِس کا طریقہ عرض کیا ہے بلکہ گیارہ قدم اور اِس کے طریقہ کے منکرین کے اعتراضات کے جوابات قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کئے ہیں۔ اہل اسلام کے لئے یہ بہترین تحفہ ہے۔

گر قبول افتدزھے عز وشرف

منکرین کے حربے: وظیفہ ''یاشیخ عبدالقادر الجیلانی شیأً للہ'' صُوفیہ کرام میں عرصہ دراز سے مروج ہے اور الحمد للہ اِس وظیفہ کی برکت سے بہت بڑی مشکلات حل ہوتی ہیں اِسے مخالفین شرک وکفر سمجھتے ہیں اور ہر ممکن میں اُسے غلط قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بہتان تراشنے اور عبارات میں تحریف (تحریر میں بدلاؤ کرنا) سے نہیں چوکتے۔ مثلاً

(۱) ابوالحسن ندوی نے عوام کو بدظن کرنے پر لکھ مارا کہ یہ وظیفہ کرنے والے قبلہ رُخ تبدیل کر کے بغداد کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اِس کا صاف ستھرا بہتان ہے کیونکہ صلوٰۃ الاسرار پڑھنے والے جانتے ہیں کہ دوگانہ پڑھتے وقت ہم قبلہ رُخ نماز پڑھتے ہیں لیکن وظیفہ پڑھتے وقت بغداد کی طرف منہ کرتے ہیں لیکن بہتان تراش کو کیا کہا جائے ہاں اللہ تعالیٰ کا پیغام سُنا دیتے ہیں۔

'' اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ '' (پارہ۱۴، سورۃ النحل، آیت۱۰۵)

ترجمہ: جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔

(۲) '' تقویۃ الایمان '' کا ایک پُرانا نسخہ میرے پاس موجود ہے جو کہ '' فخر المطابع '' لکھنؤ کا چھپا ہوا ہے۔ اِس کے صفحہ ۴۸ پر عبارت یوں ہے، یہ جو لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے کہ اُس میں یوں پڑھتے ہیں ''یا شیخ عبد القادر

جیلانی شیاً للہ'' یعنی اے شیخ عبدالقادر دو تم اللہ کے واسطے'' یہ لفظ نہ کہنا چاہیے ہاں اگر یوں کہے کہ ''یا اللہ کچھ دے شیخ عبدالقادر کے واسطے'' تو پھر بجا ہے۔

اب دیکھیں ہاتھ کی صفائی والوں کا کمال۔ اُنہوں نے اِسی کتاب'' تقویۃ الایمان '' کو ولی محمد اینڈ سنز تاجران کتب ملز اسٹریٹ پاکستان چوک کراچی نے شائع کی اِس کے صفحہ ۵۷ پر مذکورہ بالا عبارت کو اِن لفظوں میں توڑا مروڑا ہے اور تحریف کی ''لوگوں میں ایک ختم مشہور ہے جس میں یہ کلمہ پڑھا جاتا ہے کہ ''یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ'' یعنی اے شیخ اللہ کے واسطے ہماری مدد پوری کرو۔ شرک ہے اور کھلا ہوا شرک ہے''۔

(۳) ایک دیگر بہادر نے امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کے حوالہ کو ترجمہ کے ذریعے تبدیل کرنے کی کوشش کی یعنی حضرت علامہ جلال الدین سیوطی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''الرحمه فی الطب و الحکمة'' طبع ثانی مطبوعه مصر کے صفحه نمبر ۲۷۹ کی سطر نمبر ایک (۱) سے شروع کردہ ایک طریقہ برائے حاجت برآوری میں یوں درج ہے کہ حاجت مند روبقبلہ ہو کر سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی اور الم نشرح پڑھنے کے بعد اِس کا ثواب جنابِ غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پرفتوح کو ہدیۂ پیش کرے اور گیارہ قدم مشرق کی طرف چلے (کیونکہ بغداد شریف مصر سے بجانب مشرق ہے) پھر فرمایا کہ ''ینادی یا سید ی عبدالقادر عشر مرات ثم تطلب حاجتک'' پھر ندا کرے ''یا سیدی عبدالقادر'' (۱۱ مرتبہ) پھر اپنی حاجت طلب کرے۔

اُس بہادر مترجم نے مندرجہ بالا کتاب کا ترجمہ کرتے وقت مذکور کا یوں ترجمہ کیا ''جو شخص اپنی مراد پوری کرنی چاہے روبقبلہ ہو کر آیۃ الکرسی اور الم نشرح پڑھ کر اِس کا ثواب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پرفتوح کو بخشے اور مشرق کی طرف گیارہ قدم چل کر سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارے پھر دعا مانگے۔

نام کتاب: ''مکمل مجرباتِ سیوطی، مطبع ملك غلام محمد اینڈ سنز ،کشمیری بازار لاهور''۔ مترجم کا نام نہیں لکھا۔

نوٹ: یہ چند نمونے اُن کے حیلوں کے عرض کر دیئے ہیں۔ دراصل وہابیت سوائے اپنے باقی تمام اہلِ اسلام کو مشرک کہتی ہے اور اُن کے نزدیک اسلام صرف وہی ہے جو اُن کے ہاں مروّج ہے۔ اہلِ اسلام کو یقین ہو گیا ہے کہ وہابیت خارجیت کا دوسرا نام ہے اِسی لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں اِس لئے کہ خوارج نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے تمام ماننے والوں کو مشرک کا فتویٰ لگایا تھا۔ اب اگر صوفیائے کرام اور جملہ اہلسنّت عوام کو مشرک کہتے ہیں تو

کونسی بڑی بات ہے۔

اِس کے باوجود فقیر اِس وظیفہ کو شرعی نقطۂ نگاہ سے ثابت کرتا ہے اور مخالفین کے جملہ اعتراضات کے جوابات بھی پیش کریگا۔

"ان شاء اللہ تعالیٰ ثم ان شاء رسول اللہ ﷺ"

گیارہ قدم اور قضائے حاجت: (۱) حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب "الرحمۃ فی الطب والحکمۃ" میں لکھتے ہیں کہ "فمن أراد ذلک فلیستقبل القبلۃ ولیقرأ الفاتحۃ وآیۃ الکرسی وألم نشرح ویھدی ثوابھا لسیدی الشیخ عبدالقادر الجیلانی ویخطو ویسیر إلی جھۃ المشرق إحدی عشرۃ خطوۃ ینادی یا سیدی عبدالقادر عشر مرات ثم تطلب حاجتک".

(الرحمۃ فی الطب والحکمۃ، صفحہ ۲۳٤)

یعنی جو بھی کوئی حاجت چاہے تو وہ قبلہ رُخ ہو کر سورۃ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور الم نشرح پڑھے اور اس کا ثواب حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحِ پاک کو ہدیہ کرکے اور مشرق کو گیارہ قدم چلے اور اُس میں پکارے اے سیدی عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیلانی دس بار، اِس کے بعد اپنی حاجت طلب کرے۔

فوائد: (۱) یہ کتاب الطب امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف سے یقیناً ہے بارہا اُن کے نام سے منسوب ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اُن کی تصانیف میں اُس کا ذکر ہے کسی کو اُس کا انکار نہیں ہوسکتا۔

نوٹ: مصر سے بغداد بجانب مشرق ہے اور ہند پاک بجانب مغرب شمال یعنی قبلہ سے تھوڑا سا شمال کی جانب۔

(۲) امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بریلوی اہلسنّت "کثرھم اللہ" اپنا مقتدا (امام) مانتے ہیں اور دیوبندی وہابی نہ مانیں تو اُن کی بدقسمتی ہے۔ ورنہ وہ اُن کے بھی امام نہ سہی اُستاد ضرور ہیں۔

(۳) کچھ نہ مانیں اُن کے نہ ماننے سے اُن کی شخصیت میں کمی نہیں آتی جب انور کشمیری لکھ چکا ہے کہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہیں بیداری میں حضور سرورِ عالم ﷺ کی بتیس (۳۲) مرتبہ زیارت ہوئی۔ (فیض الباری)

(۴) بتایئے جسے حضور سرورِ عالم ﷺ کی بیداری میں زیارت نصیب ہو وہ اللہ کے نزدیک کتنا بلند مرتبہ شخصیت ہوگی اور اُن کا عقیدہ اور عمل کبھی غلط نہیں ہوسکتا، بلکہ خود حضور ﷺ نے اُنہیں "شیخ السنۃ" (الحدیث) کا لقب عطا فرمایا۔

(انوارالباری شرح بخاری، بجنور کا احمدرضا دیوبندی)

(۵) کتنا ہی کوئی اِس حوالہ کی تاویل (بچاؤ کی دلیل) کرے شرک پھر بھی ثابت نہ ہوگا تو لازماً مباح ثابت ہوگا۔

(وھو المراد)

(۶) امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مشرق بولنا حق ہے اِس لئے کہ مصر سے عراق مشرق کو ہے اور ہندو پاکستان سے قبلہ رُخ تھوڑا سا شمال کو مڑکر گیارہ قدم چلیں گے۔

(۷) " فوائد الاذکار" میں لکھا ہے کہ بعد ادائے دوگانہ گیارہ قدم طرف عراق کے جائے اور ہر قدم پر **شیخ الثقلین یا قطبِ ربانی یا غوثِ صمدانی اغثنی** پڑھے اس کے بعد دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو جائے اور تصور حاضری روضہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرے اور گیارہ مرتبہ درود شریف اور اِسی قدر فاتحہ اور اسی قدر سورۂ اخلاص اور اسی قدر یہ دعا پڑھے:"**یا شیخ الثقلین یا قطبِ ربانی یا غوثِ صمدانی حضرت میر سید ابو محمد شیخ عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی الحنبلی الشافعی اغثنی وامدونی فی قضاء حاجتی یا قاضی الحاجات**" پھر اُلٹے قدموں پیچھے ہٹ کر مصلے پر آئے اور بیٹھ کر پڑھے "**یا ھایا ھو یاھی**" پھر ایک دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر برروحِ پاک غوثیہ اور والدہ شریفہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بخشے اور حاجت خدا سے چاہے۔

(۸) اسلاف صالحین رحمہم اللہ تعالیٰ علیہ سے لیکر تا حال تجربہ شاہد ہے کہ قضائے حاجت کے لئے صلوٰۃ غوثیہ تیز بہدف (جلدی اثر کرنے والی) ہے۔ تجربہ کیجئے بشرطیکہ عقیدہ مستحکم ہو اور شرک کا ہیضہ بھی نہ ہو۔

نوٹ: یہ نماز بعد نمازِ مغرب پڑھی جاتی ہے۔

طریقہ صلوٰۃ غوثیہ: اول دوگانہ بدستور مروجہ ادا کرے سجدہ میں جائے اور پڑھے "**اللھم انت الکل والیک الکل وکل الکل**" بعد گیارہ قدم بغداد کی جانب چلے اور ایک ایک قدم ایک ایک اسم منجملہ یاوہ اسمائے آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھے، بعدہٗ قدم راست چپ (بائیں جانب) پر رکھ کر یہ تصور کرے کہ گویا روبروئے (سامنے) غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہے اور عرض کرے "**یا شیخ الثقلین اغثنی وامددنی فی قضاء حاجتی ھذہ**" بعد سورۂ فاتحہ واخلاص گیارہ دفعہ پڑھے اور پس پا ہو کر مصلے پر آئے اور ہر قدم پر ایک ایک نام آنحضرت کا زبان پر لائے اور مصلے پر آکر تصورِ حضوری روضہ منور غوث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرے اور فاتحہ پڑھے اور کہے "**السلام علیک یا شیخ الثقلین اغثنی و امددنی بعدہ**" بیٹھ کر پڑھتا رہے "**انشاء اللہ**" مطلب حاصل ہوگا۔

تجربہ اُویسی غفرلہ': فقیر نے اِسے اپنی زندگی میں بہت آزمایا ہے یہاں تک قتل کے ناجائز مقدمات

والوں نے اِسے مسلسل پڑھا تو "الحمدللہ" باعزت بری ہوئے۔

(۴) کتاب " انهار المفاخر" میں ہے کہ "یاشیخ عبالقادر شیاً للہ دعواتِ عظیمه و اسرار فخیمه" اور قضائے حاجات میں مشائخ قادریہ کے معمولات ومجربات سے ہے اور " رسالہِ غوثیه" میں منقول از رسالہ "حقیقه الحقائق" ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رفعِ حاجت وقربت اور مشکل کشائی کے لئے میرا اسم خدا تعالیٰ کے اسمِ اعظم کی مانند ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتاب " انتباہ فی سلاسل أولیاء اللّه " میں فرماتے ہیں کہ بعض اصحابِ قادریہ واسطے حصولِ مقصد کے ختم کرتے ہیں اور گیارہ مرتبہ "یاشیخ عبدالقادر شیاً للہ" پڑھتے ہیں تو کامیاب ہوجاتے ہیں۔

نوٹ: سلسلہ قادریہ کی قید اتفاقی ہے ہر سلسلہ والا پڑھ سکتا ہے۔

تجربہ اُویسی غفرلہ': فقیر نے نمازِ غوثیہ کو بارہا آزمایا ہے دوسروں کو بتایا ہے تو وہ بھی کامیاب ہوئے۔ بعض تو اُن میں ایسے بھی ہیں کہ سنگین مقدمات مثلاً قتل وغیرہ میں نماز کو مسلسل پڑھتے رہے یا اُن کے عزیز واقارب نے پڑھا تو باعزت مقدمات سے بری ہوئے۔ (الحمد للہ علیٰ ذٰلک)

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ:

خود حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "ومن صلى ركعتين يقرأ فى كل ركعة بعد الفاتحة سورة الإخلاص إحدى عشرة مرة ثم يصلي على رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد السلام ويسلم عليه ويذكرنى ,ثم يخطو إلى جهة العراق إحدى عشرة خطوة ويذكر اسمى ويذكر حاجته فإنها تقضى بإذن الله" . (بهجة الاسرار، صفحه ۱۰۲)

یعنی اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ پھر بعد سلام نماز حضرت رسول اکرم ﷺ پر سلام و درود شریف پڑھے پھر گیارہ قدم بغداد معلیٰ کی طرف چلے اور میرا (غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا) نام لے اور جو اپنی حاجت رکھتا ہو اِس کو ذکر کرے بیشک خدا کے فضل وکرم سے اس کی حاجت اور مراد پوری ہوگی۔'' اسیر " بهجة الاسرار" وغیرہ میں مرقوم ہے جیسا اس کا ذکر اُوپر گذر چکا ہے یہ نماز ہرگز ہرگز قرآن وحدیث کے خلاف نہیں اور نہ مخالف کوئی آیت یا حدیث اپنے ثبوتِ دعوے میں پیش کرسکا۔ ہر جگہ زبانی دعویٰ سے کام لیا۔ ترمذی وابنِ ماجہ وحاکم سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضورِ اقدس ﷺ فرماتے ہیں۔ '' حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ

ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف یعنی اس میں کچھ مواخذہ (جواب طلب کرنا) نہیں اور اس کی تصدیق قرآنِ عظیم میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــٴَـلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَ اِنْ تَسْــٴَـلُوْا عَنْهَا حِیْنَ یُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ o (پارہ ۷، سورۂ مائدہ، آیت ۱۰۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں اور اگر انہیں اِس وقت پوچھو گے کہ قرآن اتر رہا ہے تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی، اللہ اُنہیں معاف کر چکا ہے اور اللہ بخشنے والا حلم والا ہے"۔

گیارہ قدم اور نمازِ غوثیہ: یہ اُولیائے کرام کے طرقِ مستحنہ سے ایک حسین طریقہ ہے اور محبوبوں کا ہر طریقہ محبوب ہوتا ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ "اجہتاد رادراختراع اعمال تصریفیه راہ کشادہ است مانند استخراج اطبانسخہائے قرابا دین"۔

(ہوامع لشاہ ولی اللہ)

یعنی اجتہاد اعمالِ تصریفیہ کے اختراع (نئی چیز نکالنا) کا دروازہ کھلا ہے جیسے اطباء قرابادین کے نسخے ایجاد کرتے ہیں۔

اُویسی غفرلہ' کی گزارش: اُولیاء کرام روحانی معالج وطبیب (ڈاکٹر) ہیں۔ وہ روحانی علاج کے لئے جتنے طریقے (اعمال، اوراد و وظائف ایجاد کریں ان پر اعتراض کیوں) ایسے ہے جیسے کہ جسمانی امراض کے لئے ایکسرے وغیرہ وغیرہ ایجاد کئے ہیں تو اعتراض کرنے والا پاگل سمجھا جائیگا ایسے اُولیاء و مشائخ کے منکر و معترض کو پاگل سمجھئے۔

یہی حضرت شاہ ولی اللہ "قول الجمی" میں اپنے اور اپنے پیرانِ مشائخ کے آداب طریقت واشغال ریاضت کی نسبت صاف لکھتے ہیں کہ "یہ خاص اشغال (مشاغل) حضور ﷺ سے ثابت نہیں ہوئے" اور شاہ عبدالعزیز صاحب "حاشیہ قول الجمیل" میں فرماتے ہیں کہ "اِسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات وَ ہیات واسطے اذکارِ مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں"۔ مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مردِ صافی الذہن اور علومِ حقہ کا دریافت کرتا ہے الیٰ قولہ تو اُس کو یاد رکھنا چاہیے۔ مولوی خرم علی اُسے نقل کر کے لکھتے ہیں یعنی ایسے اُمور کو خلافِ شرع یا داخل بدعاتِ سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔

نوٹ: یہ خرم علی وہابیوں دیوبندیوں کا پیشوا ہے، اِسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ہماری بات نہ مانو اپنے مقتداؤں پیشواؤں کی تو مانو۔

توجہ الی الشیخ کا ثبوت: مطلب برآوری کے لئے کسی بندۂ خدا کی طرف رجوع کے بارے میں اسلاف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

مرزا جانِ جاناں: اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں: ”جان من سلامت باشی دریں مدت مفارقت دورقعہ شمارسید وحرزجاں گردید باید دید کہ انتظار باماچہ میکند، ہرصبح بعد نماز متوجہ بفقیر بنشینید بے ناغہ توجہ می دہم از کسی توجہ نگیرید زیادہ عمرومزہ عمرباد“۔

(مکتوبات مرزاجانجاناں ،ازمجموعہ کلمات طیبات، مکتوب چہل ودوم، صفحہ٤٩،

مطبوعہ مطبع مجتبائی، دھلی)

یعنی میری جان! سلامت رہو، اس جدائی کی مدت میں تمہارے دو رقعے ملے ہیں جو حرز جاں ہیں، غور کرو کہ ہمارا انتظار کیا اثر کرتا ہے روزانہ صبح کی نماز کے بعد مجھ فقیر کی طرف منہ کر کے بیٹھا کرو اور ناغہ نہ کرو، میں خود توجہ کیا کروں گا کسی دوسرے کی توجہ کی ضرورت نہیں ان شاء اللہ عمر زیادہ اور عمر کا مزہ بھی پاؤ گے۔

اُنہی مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے کہ: ”نسبت مابجناب امیرالمؤمنین حضرت علی کرم اللّٰہ تعالٰی وجہہ مے رسد وفقیر رانیازے خاص بآنجناب ثابت ست دروقت عروض عارضہ جسمانی توجہ بآنحضرت واقع می شود وسبب حصول شفا میگرد“۔

(مکتوبات مرزاجانجاناں ،ازمجموعہ کلمات طیبات، مکتوب چہل ودوم، صفحہ٧٨،

مطبوعہ مطبع مجتبائی، دھلی)

یعنی میرا خاص تعلق حضرت امیر المؤمنین علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے قائم ہے اور فقیر کو آپ سے خاص نیاز حاصل ہے، فقیر جسمانی عارضہ کے وقت آپ کی طرف توجہ کرتا اور شفا پاتا ہے۔

شاہ ولی اللّٰہ: آپ نے ہمعات میں حدیثِ نفس کا یوں علاج بتایا کہ: ”بارواح طیبہ مشائخ متوجہ حی شود وبرائے ایشان فاتحہ خواند یا بزیارتِ قبر ایشان رودواز آنجا انجذاب دریوزہ کندا“۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ بوقت توسل (محبوبانِ خدا کی طرف) توجہ درکار ہے۔ یہاں تک کہ جب خلیفہ منصور عباسی نے سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ دعا میں قبلہ کی طرف منہ کروں یا مزارِ مبارک حضور سید المرسلین ﷺ کی طرف تو فرمایا کہ تو کیوں اپنا منہ اُن سے پھیرتا ہے وہ قیامت کو تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ ہیں۔ اَب اُنہی کی طرف منہ کر اور شفاعت مانگ کہ اللہ تعالیٰ تیری درخواست قبول فرمائے۔ اِن اَحادیث و روایات وکلماتِ طیبات سے روزِ روشن کی طرح آشکارا ہوگیا کہ ہنگام توسل محبوبانِ خدا کی طرف منہ کرنا چاہیے اگر چہ قبلہ کو پیٹھ ہو اور دل کو اُن کی طرف خوب متوجہ کرے یہاں تک کہ ہر این وآں (حجت ودلیل) خاطر سے دور ہو جائے۔ یہ صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ حضراتِ مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات کے لئے اعلیٰ وسیلہ اور عظام کی مقبول اور خود جناب غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ومنقول ہے جسے بڑے بڑے علماء اپنی اپنی کتابوں میں نقل و روایت بیان کرتے اور اِس کے پڑھنے کی اجازت لیتے دیتے چلے آئے ہیں۔ اِس کو خلافِ قرآن وحدیث اور خلفائے راشدین واجلہ تابعین اور بدعت اور گناہ کہنا سراسر بے سمجھی اور ہٹ دھرمی ہے کیونکہ حضراتِ مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے جیسے اوراعمال واوراد مثلاً نفی واثبات، حبسِ دم شغل (سانس روکنے کے عادت) برزخ وتصور شیخ اور آداب واشغال (کام، عادتیں) وغیرہ ہیں۔ ویسے یہ نماز بھی قضائے حاجت کے لئے ایک عمل اور مشروع (جائز کیا گیا) وسیلہ ہے جو بعد از نماز حصولِ مقصد وفیض کے لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب کی طرف اپنا منہ وتوجہ کرنا جائز ہے تا کہ اِس کے سچے اخلاص واعتقاد (عقیدہ، یقین، ایمان) کی وجہ سے اِس پر محبوب پیارے کی طرف سے انوار وبرکات کا نزول ہو جیسے نمازِ مفروضہ امام اپنا منہ مقتدیوں کی طرف اِس لئے پھیر لیتا ہے کہ اُن دونوں کی نورانیت ایک دوسرے پر وارد ہوکر ہر ایک کی کمی بیشی کو پورا کرے جو ہرگز شرک ومنع نہیں ورنہ سمتِ کعبہ بھی شرک وحرام ہو جائیگی اور نیز مقبولانِ خدا کی صورتِ مبارک کے خیال اور نام پاک کے ذکر اور اُن کی طرف التفات (توجہ، دھیان) اور ندا (پکارنا) وتوسل کرنے سے مشکل حل اور فیضان حاصل ہوتا ہے۔ جیسے صحابہ کرام جنگِ یرموک وغیرہ میں اِس طرح کرنے سے فتح یاب وفیض مآب ہوئے اور اس طرح کی استعانت (مدد مانگنا) حقیقت میں استعانت بخدا ہے استعانت بالغیر نہیں۔ اِس لئے کہ وہ ایک محل اعانت باری تعالیٰ ہیں ورنہ نماز وصبر و غیرہ سے بھی استعانت حرام ومنع ٹھہرے گی کیونکہ وہ بھی کوئی معبود وخدا نہیں ہیں۔

بغداد شریف کی طرف چند قدم چلنے کی وجوہ

(۱) حاجت سے پہلے دو رکعت نماز کی تقدیم (فضیلت، ترجیح دینا) مناسب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ." (پارہ۱،سورۃ البقرۃ،ایت۴۵)

ترجمہ: اور صبر اور نماز سے مدد چاہو۔

پھر کامل اکسیر یہ کہ کسی محبوبِ خدا کے قریب جائے اگر چہ خدا ہر جگہ سنتا ہے اور بے سبب مغفرت فرماتا ہے جیسے فرمانِ باری ہے: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا." (پارہ۵،سورۃ النساء،ایت۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

گویا گدائے سرکار قادریہ اُس آستان فیضِ نشان سے دور و مہجور (جدایا چھوڑا گیا) ہے گو بعد نماز مزارِ اقدس تک جانے کی حقیقت اسے میسر نہیں تاہم دل سے توجہ کرنا اور چند قدم اِس سمت چل کر اُن چلنے والوں کی شکل بناتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ حسن میں ارشاد فرمایا ہے: "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ."

(سنن ابی داود ،کتاب اللباس ،الباب فی لبس الشهرة، الجزء۱۱، الصفحة۴۸ ،حدیث ۳۵۱۲)

(مصنف ابی شیبه، الجزء۷، الصفحة ۶۳۹) (مصنف عبدالرزاق، الجزء۱۱ ،الصفحة ۴۵۴)

(المعجم الاوسط للطبرانی ، الباب من بقية من اول اسمه میم من اسمه موسی، الجزء۱۸ ،الصفحة ۱۴۰، حدیث ۸۵۶۲)

یعنی جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ انہی سے ہے۔

(۲) توجہ ظاہر و باطن کا عنوان مل جائے۔ اِسی لئے یہ چلنا مقرر ہوا کہ حالتِ قالب حالتِ قلب پر شاہد ہو۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ استسقاء میں قلب رداء فرمایا کہ قلبِ لباس قلبِ احوال و کشف بائیں کی خبر دے اور چادر کو اس لئے اُلٹایا تاکہ حال بدل جائے اور امرِ مخفی خضوع و خشوع کا اظہار ہو تو یہ چند قدم بہ سُوئے بغداد چلنا اِس لئے ہے کہ اِس میں امرِ مخفی خشوع کا اظہار تو قوی ہے پھر یہ ناجائز کیونکر ہوگا۔

(۳) "صحیح مسلم شریف" میں بروایت حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عینِ نماز میں چند قدم آگے بڑھے جب جنت خدمتِ اقدس میں اتنی قریب حاضر کی گئی کہ دیوارِ قبلہ میں نظر آئی یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑھے تو اِس کے خوشہائے انگور دستِ اقدس کے قابو میں تھے اور یہ نماز صلوۃ الکسوف (سورج گرہن کے وقت پڑھی جانے والی نماز) تھی۔ اِس طرح جب اربابِ باطن واصحابِ مشاہدہ یہ نماز پڑھ کر بروجہ توسل عراق

شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور انوار و برکات اور فیوض وخیرات اِس جانب مبارک سے باہزاراں جوش وہجوم پیہم (پے درپے) آتے ہوئے نظر آتے ہیں تو یہ بے تابانہ اِن خوشہائے انگور جنات نور و باغاتِ سرور کی طرف قدم شوق بڑھاتا اور اُن عزیز مہمانوں کے لئے رسم باجمال تلقی و استقبال بجالاتا ہے۔سبحان اللہ کیا جائے پھر اِس میں کیوں انکار ہے اِس نیک بندے پر جو اپنے رب کی برکات وخیرات کی طرف رجوع کرتا ہے۔

(۴) جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا زمانۂ انتقال قریب آیا تب آپ بَن میں تشریف رکھتے تھے اور "ارض من موسه" پر جبارین (زبردست، جابر) کا قبضہ تھا۔ وہاں تشریف لیجانا میسر نہ ہوا تو دعا فرمائی کہ اِس پاک زمین سے مجھے ایک پھر کی مقدار قریب کردے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ " شرح مشکوٰۃ " میں دعائے موسیٰ علیہ السلام کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:

"نزدیک گردان مرا از ان اگرچه بمقداریک سنگ اندازه باشد"۔

(اشعة اللمعات ، كتاب الفتن، باب بدء الخلق الخ ،جلد ٤ ،صفحه٤٥٣ ، مطبوعه نوريه رضويه سكهر)

یعنی مجھے اس قدر نزدیک کردے اگرچہ ایک پتھر کا اندازہ ہو۔

ظاہر ہے کہ برائے قضائے حاجت سردست عراق شریف کی حاضری مشکل، لہٰذا چند قدم اس ارضِ مقدسہ کی طرف چلنا ایسے ہے کہ بغداد نہ سہی اس کی گرد راہ سہی۔

(۵) بعد صلوٰۃ الاسرار وطلبِ حاجات جانبِ بغداد شریف چلنا گویا اسے اِس طرف لبیک لبیک کی آواز سُنائی دیتی ہے اِس لئے کہ اِس طرف کان لگا تا ہوا چلتا ہے۔

(۶) ششم یہ کہ نمازِ غوثیہ کی برکت سے جو انوار غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے اِس کو دکھائی دیتے ہیں تو یہ اُن کو لینے کے لئے دامن پھیلائے ہوئے اِس طرف کو جاتا ہے۔

نورِ غالب ایمن از نقص و غَسَق   در میانِ اِصبَعینِ نورِ حق

حق فشاند آن نور را بر جان ها   مُقبلان برداشته دامان ها

(۷) بفضلِ خدا دنیا میں غوث بہت ہوئے ہیں تو یہ بغداد کی طرف چل کر اِس بات کو بتاتا ہے کہ میں اُس غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہوں جو گیارہ نام سے گیارھویں شریف والے مرشدِ کامل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد شریف میں رہتے ہیں۔ جب دنیا میں بڑے بڑے اقطاب واغواث بغداد کو تشریف لیجاتے تھے تو بغداد شریف کی طرف چلنے کو کون امر مانع ہے۔

(۸) جب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ کر امام ابوحنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک کی طرف چلتے تھے اور

کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اِس فعل کا انکار نہیں کیا تو کیا وجہ ہے کہ نمازِ غوثیہ کے بعد بغداد کی طرف چلنا ناجائز ہو۔

(۹) جب نمازِ غوثیہ حضراتِ مشائخ کرام کی معمول اور قضائے حاجات کے لئے اعلیٰ وصول اور علمائے عظام کی مقبول اور خود جناب پاک سے مروی ومنقول ہے تو پھر کسی کو اِس میں دم مارنے اور چون وچرا کرنے اور کفر شرک کہنے کی مجال نہیں۔

(۱۰) نمازِ غوثیہ بھی قضائے حاجت کے لئے مثلِ اعمال مشائخ ایک عمل اور مشروع وسیلہ ہے اس میں بدعت وحرمت وغیرہ کچھ نہیں۔

(۱۱) صفائیِ دل کے لئے غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورانیت حاصل کرنے کو بغداد شریف کی منہ کیا جاتا ہے جو کہ اِسی غرض کے لئے ہے۔نمازِ مفروضہ کے بعد امام کو اپنا منہ مقتدیوں کی طرف پھیرنا سنت ہے۔

(۱۲) بوقتِ مصیبت مقبولانِ خدا کی طرف منہ ونداوتوجہ کرنا اُن کو وسیلہ پکڑنا ممنوع وناجائز نہیں کیونکہ صحابہ کرام نے جنگ مرج القبائل وجنگِ یرموک وغیرہ میں توجہ مدینہ منورہ ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

(۱۳) توجہ ہذا اصل میں توجہ بخدا ہے کیونکہ وہ اُن کو ایک مظہر عون الٰھی سمجھتا ہے جس سے توجہ بالغیر منع وحرام نہ ہوئی ورنہ توجہ بقبلہ ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حرام وشرک اور کفر ہوگی۔

۱۱ عدد کی خصوصیت: تخصیص (خصوصیت) گیارہ قدم کی اِس لئے ہے کہ یہ وتر ہے اور وتر خدا تعالیٰ کو بہت پسند ہے کیونکہ وہ بھی وتر ہے چونکہ افضل الاوتار ایک ہے اور یا فضل الاوتار کا پہلا ارتقاع (بلندی) ہے جو خود بھی وتر مشابہت زوج بھی بعید کہ سوا ایک کے کوئی کسر صحیح نہیں اور اِس سے ایک گھٹا دینے کے بعد بھی زوج حاصل ہوا زوج محض ہے نہ زوج الازواج کہ اِس کے دونوں حصص مساویہ خود افراد ہیں۔کتاب "حجتہ اللہا لبالغہ" میں ہے کہ "امام الاعداد یعنی گنتی کے اعداد کا امام اور پیشوا ایک کا عدد ہے۔جب حکمتِ الٰہی نے اکثر عدد کیساتھ امر کرنا چاہا تو ایسے عدد کو اختیار و پسند کیا کہ جس سے آگے بڑھنا حاصل ہو جیسے ایک کہ گیارہ تک بڑھتا ہے اور یہ تمام دہائیوں سے اول دہائی ہے جو ایک کے زیادہ ہونے سے بڑھا ہے جس سے گیارہ ہوگئے۔اسی تفائل سے غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف قدم اور اسماء گیارہ کا انتخاب ہوا"۔

جوازِ ندائے یا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ: قدیم سے علمائے اہلسنّت فرماتے چلے آئے اور اِس پر ان کا عمل بھی رہا کہ وظیفہ "یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ" حسبِ فرمودۂ جناب غوثِ عالیہ موجب کشفِ کربات وقضائے حاجات ہے یہ مسئلہ اِس قابل نہیں کہ یہ وہابیوں دیوبندیوں سے دریافت کیا

جائے کیونکہ اُنہوں نے ''شیــــاً للہ'' کے لفظ میں بحث کی ہے وہ یا شیخ کے لفظ ندا میں شرک کہہ دیا ہے۔ یہ اُن کا غلط انداز ہے اُن کا خیال ہے لفظ ''لاَم'' برائے حاجت ہے اور خدا کو کسی چیز کی حاجت نہیں وہ غنی مطلق ہے تو وہ خدشہ اِس کلمہ میں ہے جو جملہ عالم میں رائج ہے۔ جیسا کہتے ہیں کہ خدا کے واسطے کپڑا دو یا روٹی دو یا روپیہ دو۔ اگر موجب خیال ان معترضین (اعتراض کرنے والے) کے اعتقاد کیا جائے تو عاصی وخاصی یہ زبان پر نہ لائے کہ خدا کے واسطے یہ چیز دو۔ اِس کلمہ میں کل عالم گرفتار ہے مانعین خود ہر موقعہ ومحل میں یہی کلمہ بولتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ جب یہ کلمہ مشائخ کرام اپنے تلامذہ ومریدوں کو برائے کشف کربات بطریقِ مخصوص فرماتے ہیں اور حضرت غوثِ پاک قدس سرہٗ نے خود ارشاد فرمایا ہے ''اگر کسی کو کوئی خدشہ ہو تو معلوم ہوا کہ ان سب مشائخ خصوصاً شیخ قدس سرہٗ کا معاند (دشمن، مخالف) ومخالف ہے'' اور علمائے محققین اور فقہاؑ ومفتیان رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اُولیاء اللہ عادات ورسوم سے گذر کر فانی ہو جاتے ہیں تو عالمِ دنیا میں بھی قبل از دخول در جنت مظہرِ تجلی علیم وقدیر ہو جاتے ہیں اور در اصطلاحِ صوفیہ کرام اِس کامل کو عبدالقادر کہتے ہیں۔ فقیر کا خیال ہے کہ وجہ ندائے غوثیہ عالیہ میں ''باسم عبدالقادر'' جو وظائف واوراد میں بروقت حل مشکلات پڑھتے ہیں ''یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیاً للہ ''ہی ہے کہ عندالحاجت حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِس اسم کے ساتھ پکارنا مناسب ہے کہ اُن کو اِس اقتدا پر اِس وصف میں یاد کرنا موجب توجہ قدرتِ حق ہے اور شیخ عبدالکریم جیلی رحمہم اللہ تعالیٰ ''کتاب انسان کے باب ۱۳'' میں فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے پر کسی اسم سے جلوہ فرماتا ہے تو اُس میں وہ بندہ فانی ہو جاتا ہے پس اگر کوئی شخص اِس حالت میں اللہ کو پکارے تو بندہ اُس کا جواب دیتا ہے اور اگر بندہ ترقی کر کے بمقام بقاء واصل ہو تو اللہ تعالیٰ اُس بندہ کے پکارنے والے کو جواب دیتا ہے پس اگر کوئی یارسول اللہ ﷺ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے جواب میں لبیک فرمائے گا''۔

فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اپنی کتاب ''جامع الکمال'' میں لکھا ہے کہ ''اُولیاء رجال الفتح ورجال التحت والسفل شمار ہوتے ہیں'' چنانچہ حضرت قدوۃ المحققین شیخ اکبر قدس سرہٗ نے '' فتوحاتِ مکیہ ،صفحہ ۱۸، جلد ۲'' میں فرمایا ہے کہ ''منجملہ اُن کے ایک رجل ہوتا ہے اور گاہے عورت بھی ہوتی ہے وہ قاہر فوق عبادہ ہوتا ہے اُس کی استطاعت اللہ تعالیٰ کے سوا کُل شئے پر ہے اُن میں ''شجاع، مقدام کثیر الدعوی بحق، یقول حقا، ویکم عدلا .وکان صاحب ھذا المقام شیخنا عبد القادر الجیلی ببغداد''. (فتوحاتِ مکیہ ، جلد ۲، صفحہ ۱۸)۔

یعنی بہادر، پیش قدم معرکہ جنگ میں حق کے ساتھ بڑے بڑے دعوے کرنیوالا سچ کہتا ہے اور انصاف وعدل سے حکم

کرتا ہے اِس مقام کے مالک ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ بغداد شریف میں تھے‘‘۔

اُن کا دبدبہ وغلبہ خلق پر حق کے ساتھ تھا۔ وہ بڑی شان والے ہیں اور اُن کے واقعات مشہور ہیں۔ میری اُن سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اب اِس سے سن کر جس کی ولایت کاملہ کی گواہی زمانہ دیتا ہے۔ پورے وثوق سے وہی کہتا ہے جو اُن (حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لائق ہے اور حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد تو اتنا ظاہر باہر ہے کہ آفتاب سے روشن تر۔ اِس موضوع پر متعدد کتب ورسائل موجود ہیں۔ اِس ضمن میں فقیر عرض کرتا ہے:

مشکلات بیعدد داریم ما   شیأً للّٰہ شیأً للّٰہ غوث الاعظم پیرما

دردمارا ازیں غم کن جدا   دستگیرائے دستِ تو دستِ خدا

گرچه میدانی بصفوت حال ما   بنده پرور گوش کن اقوالِ ما

مشکلاتِ هر ضعیفے از توحل   بنده باشد درضعیفی خود مثل

شہره مادر ضعف واشکسته پری   شہره تو درلطف و مسکین پروری

ایکے تو دراطباق قدرت منتہی   منتہی ما در کمی و گمرهی

یا حضرت غوث پاك وقت مدد است   شدسیه زدرد چاك وقت مدد است

وظیفہ کی لفظی و معنوی تحقیق: ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً“ کے الفاظ بامعنیٰ کو خیال کیجئے مثلاً لفظ اول ”یا شیخ“ بمعنی بزرگ، اور لفظِ دوم عبد بمعنی بندہ، لفظِ سوم ”القادر“۔ یہ ایسی جامع صفت ہے کہ خدا کے ساتھ ہی خاص ہے، چہارم لفظ ”شیأً“ بمعنی کوئی چیز، یہ اسمِ نکرہ ہے۔ اِس میں الاشیاء نہیں جو تصرفِ کلی کا احتمال پیدا ہو، پنجم لفظ ”للّٰہ“ بمعنی برائے خدا یعنی خدا کے واسطے، یہ لفظ قرآن میں بار بار آیا ہے جیسا کہ ” فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَه“ (پارہ ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۴۱) ﴿**ترجمہ**: تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ کا ہے۔﴾ اور حدیث میں ہے: ”مَنْ أَعْطَى لِلّٰهِ“[1] (وغیرہ) پس اِن الفاظ کے صاف معنوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ اِس وظیفہ کے پڑھنے والا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ خدا سمجھتا ہے نہ خدا کا شریک وہمسر بلکہ ایک بزرگ خدا کا بندۂ خاص جانتا ہے۔ پھر اِس میں کفرو شرک وغیرہ کہاں سے آ گیا۔

[1] (سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب منه، الجزء ۹، الصفحة ۶۱، الحديث ۲۴۴۵، موقع الإسلام)

یعنی: دلائل سے ثابت ہے کہ ”یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأً“ میں ندا واستغاثہ ہے لیکن اِس کے جواز کے

لئے علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ چنانچہ حضرت خیرالدین رحمۃ اللہ علیہ استاذ مصنف "دُرِمختار" رحمہم اللہ تعالیٰ نے "فتاویٰ خیریہ" میں لکھا کہ "سئل فی دمشق عن الشیخ العمادی فیما اعتاده السادة الصوفیة میں حلق الذکر بالجهر فی المساجد من الجماعة ورثواذالک من آبائهم و اجداد هم والصادرة من ذوی المعارف الالهٰیة کا لقادریة والسعدیة ویقولون یا شیخ عبدالقادر یا شیخ احمد الرفاعی شیاً ونحوذلک ویحصل لهم فی اثناء الذکر وجد عظیم (اجاب)بعد ما ذکر ان حقیقة ماعلیه الصوفیة لاینکر ها الا کل نفس جاهلة غبیة وبعد ماذکر جواز حلق الذکر والجهریة وانشاد القصائدوالاشعار فی المسجد بما صورة واما قولهم یاشیخ عبدالقادر فهونداء واذا ضیف الیه شیاًللّٰہ فهو طلب شئی اکراماً للّٰہفهو جائز ولایجوز الاغترار بقول من انکره اونقله من الوهبانیةنظر اً الیٰ ان معناه اعط الله شیأ وهٰذا لمعنی لایجوزقطعا وعلیٰ هٰذانقل صاحب الدرالمختار غیر جوازه والحال انه لا یحتاج ببال احد من المسلمین ان الله فقیر اعطه شیأ نعوذ بالله من ذالک بل معناه الصحیح لتلک الکلمة اعطنی شیأ لوجه الله وهٰذا جائز و صحیح ونظیره فی القرآن معمول وموجود فان لله خمسه وللرسول."

یعنی دمشق میں شیخ عمادی سے سوال کہ ساداتِ صوفیہ کی عادت ہے کہ وہ مساجد میں حلقہ ذکر بالجہر کرتے ہیں اور وہ ایسے ہی اپنے آباءواجداد سے کرتے چلے آئے ہیں اور وہ بھی عارفین کاملین تھے اور سلسلہ قادریہ وسعیدیہ کے حضرات ایسے ہی کرتے ہیں اور ساتھ "یاشیخ عبدالقادر الجیلانی ،یاشیخ احمد الرفاعی شیاً" وغیرہ وغیرہ اور ذکر کرکے اثناء میں بڑا وجد کرتے ہیں۔

آپ رحمہم اللہ تعالیٰ نے جواباً فرمایا کہ صوفیہ کا انکار کرنا جاہل اور غبی کا کام ہے ذکر بالجہر کا حلقہ اور مساجد میں اشعار و قصائد پڑھنا بھی جائز ہے اور "یاشیخ عبدالقادر" میں نداء ہے اور اِس کے بعد "شیاً للّٰہ" کہنا بھی جائز ہے۔ اِس کے قول کے منکر سے دھوکا نہ کھانا چاہیے یہ واقعہ رہبانیہ نے نقل کیا ہے۔ اِس کا معنی یہ ہے کہ اللہ کے لئے کچھ دو یعنی اُسے دے دو حالانکہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور نہ وہ فقیر ہے "نعوذ باللّٰہ" بلکہ اِس کی معنی یہ ہے کہ مجھے "فی سبیل اللّٰہ" کچھ دے اور یہ جائز ہے اور معمول بہ ہے اِس کی نظیر قرآن مجید میں ہے: "فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَه وَلِلرَّسُوْلِ" (پارہ۱۰، سورۃ الانفال، آیت ۴۱)

ترجمہ: تو اس کا پانچواں حصہ خاص اللہ اور رسول۔

اُویسی فقیر غفرلہٗ نے "یاشیخ عبدالقادر الجیلانی شیاً للّٰہ" پر ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے اِس میں عجیب وغریب بحثیں ہیں۔ یہاں صرف ایک ہی حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلامی علمی کمال: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور میں احیائے اسلام کا وہ کارنامہ سرانجام دیا کہ کسی ولی کامل کو نصیب نہ ہوا اِسی لئے منجانب اللہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محی الدین کا لقب نصیب ہوا۔ روئے زمین میں کوئی ایسا خطہ نہ تھا جہاں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیوض و برکات نہ پہونچے ہوں اور تا حال وہی حال ہے جیسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں تھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ سیّدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نیابتِ رسول ﷺ پورا پورا حق ادا فرمایا ان کی صلاحیت کا اعتراف مخالفین کو بھی ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پرست پر کثیر تعداد میں لوگوں نے توبہ کی۔ شیخ عمر الکیمانی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: " قال الشیخ عمر الکیسانی : لم تکن مجالس سیدنا الشیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ تخلو ممن یسّلمُ من الیھود والنصاری، ولا من یتوب من قطاع الطریق، وقاتلی النفس، وغیر ذلک من الفساق ولا ممن یرجع عن معتقد سیء ".

(قلائد الجواھر فی مناقب عبد القادر، ص۱۸) (بھجۃ الاسرار، صفحہ ۹۶)

یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجالس شریفہ میں سے کوئی مجلس ایسی نہیں ہوتی تھی جس میں یہود و نصاریٰ اسلام قبول نہ کرتے ہوں یا ڈاکو، قزاق، قاتل النفس، مفسد اور بداعتقاد لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پرست پر توبہ نہ کرتے ہوں۔

خود حضور سیّدنا محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، شہبازِ لامکانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں: " قد السم علیٰ یدی اکثر من خمسۃ آلاف من الیھود والنصاریٰ وتاب علیٰ یدی من العیارین و المسالحۃ اکثر من مائۃ الف خلق کثیر ". (قلائد الجواھر، صفحہ ۱۹)

یعنی بے شک میرے ہاتھ پر پانچ ہزار سے زائد یہود اور نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں، قزاقوں، فساق، فجار، مفسد اور بدعتی لوگوں نے توبہ کی۔

شیخ عمر الکیمانی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ " ایک دفعہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ اقدس میں تیرہ شخص اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوئے "۔ مسلمان ہونے کے بعد اُنہوں نے بیان کیا کہ " ہم لوگ عرب کے عیسائی ہیں ہم نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کیا تھا اور یہ سوچ رہے تھے کہ کسی مردِ کامل کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کریں۔ اِسی اثناء میں ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ بغداد شریف جاؤ اور شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک ہاتھوں پر اسلام قبول کرو "۔

"فانہ یوضع فی قلوبکم من الایمان عندہ' ببرکتہٖ مالم یوضع فیما عند غیرہ من سائر الناس فی ھٰذا الوقت".

یعنی اُس وقت تمہارے قلوب پر ایمان کی دولت عطا کرنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے ہے سوائے اُن کے کوئی اور ایسا کام نہیں کر سکے گا۔

ویسے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ وتقریر میں ہزاروں کا مجمع ہوتا اور کوئی ایسی مجلس نہ تھی جس میں چند جنازے نہ اُٹھتے ہوں۔

قاعدۂ اِسلامیہ: اسلام کا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے پر خوش ہوتا ہے تو اُسے مراتب عِلیّا سے نوازتا ہے۔ یہاں تک کہ اُسے "کن فیکون" کی منزل تک رسائی ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب "فتوح الغیب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "قال اللہ تعال فی بعض کتبہ : (یا ابن آدم أنا اللہ الذی لا إلہ إلا أنا أقول للشیء کن فیکون ,أطعنی أجعلک تقول للشیء کن فیکون)، وقد فعل ذلک بکثیر من أنبیائہ و أولیائہ و خواصہ من بنی آدم". (فتوح الغیب ،مقالہ ١٦۔٤٦)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں یوں فرمایا ہے کہ اے فرزندِ آدم میں وہ خدا ہوں کہ سوا میرے کوئی معبود نہیں جب میں کسی چیز کو کہتا ہوں ہو پس وہ اُسی وقت ہو جاتی ہے تو میری تابعداری کر، تو میں تجھے ایسا کر دوں کہ جب تو بھی کسی چیز کو کہے گا ہو تو وہ فوراً ہو جائے اور بیشک اللہ تعالیٰ کے بہت سے انبیاء اور اُولیاء اور فرزندانِ آدم سے اِس کے خاص لوگوں نے کیا ہے۔

حضرت قطب الوقت امام ابوالمواہب محمد عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا کہ: "اصحاب الا حوال فان الاشیاء کلھا تتکون علیٰ ھممھم لان الانسان عجل لھم نصیبا من احوالھم فی الجنة فھم رجالون". (یواقیق و الجوھر، جلد٢، صفحہ ٧٠، مبحث ٤٥، مطبوعہ مصر)۔

یعنی اصحابِ احوال وہ ہیں جن کے ارادوں پر اشیاء ظاہر ہوتی ہیں۔ اِس لئے کہ جنت میں جنتی کو ارادوں پر اشیاء پیش کی جائیں گی یہی حضرات رجال الغیب ہیں۔

فائدہ: حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اُن رجال الغیب کے بھی سرتاج ہیں اور رجال الغیب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر ہو کر فیضیاب ہوتے۔ تفصیل "بھجة الاسرار" میں ہے۔

غوثِ اعظم رضی الله تعالیٰ عنه کے مراتب و کمالات: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات بیشمار ہیں منجملہ اُن کے " هدية الحرمين مطبوعه محمدی" مئی ۱۲۹۷ھ صفحہ ۴۷ میں مذکور ہے کہ حضرت جناب غوثِ اعظم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ''تحقیق لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر میں چاہوں تو اُن کو اپنی طرف سے پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اُنہیں اپنی طرف کو پھیر لوں اور حضرت جناب ابراہیم رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شخص کے اندر تصرف عطا فرمایا ہے جو میرے حضور میں حاضر ہیں پس میرے حضور میں خواہ کوئی کھڑا ہو یا بیٹھے اور ہلے مگر میں اُس کے اندر متصرف ہوں''۔ یہ دونوں حوالے "خلاصة المفاخر" اور "بهجة الاسرار" میں امام یافعی رحمہم اللہ تعالیٰ سے نقل کی گئیں ہیں اور اِسی طرح امام تقی الدین سبکی رحمہم اللہ تعالیٰ اور ابنِ حجر مکی رحمہم اللہ تعالیٰ سے حضرت جناب ابوحنیفہ نعمان رحمہم اللہ تعالیٰ کے مناقب شریف میں حضرت امام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ اور حضرت عبدالحق دہلوی رحمہم اللہ تعالیٰ سے ترجمہ " مشكوٰة شريف" اور " تكميل الايمان " اور "شرح جامع صغير" میں نقل کی گئی ہے لیکن میں نے اِس کو اختصار کے لئے چھوڑ دیا ہے۔

کمالات و کرامات: حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات وکرامات بیشمار ہیں اُن میں سے بعض کا ذکر عرض کر دوں۔

محی الدین: یہ وہ کمال ہے کہ کسی دوسرے کمال کے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ '' آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب محی الدین کس طرح ہوا؟'' فرمایا کہ ''میں نے مکاشفہ کیا کہ ایک دن سیر وسیاحت کے لئے بغداد شریف سے باہر گیا ہوا تھا جب واپس آیا تو دیکھا کہ راستہ میں ایک بیمار زندگی سے لاچار خستہ حال میرے سامنے آ کھڑا ہوا اور ضعف وناطاقتی کے سبب زمین پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار ،میری دستگیری کر اور میرے حال پر رحم فرما، اپنے دمِ مسیحا نفس سے مجھ پر پھونک تاکہ میری حالت درست ہو جائے ، میں نے اُس پر دم کرنا ہی تھا کہ وہ پھول کی مانند تر وتازہ ہو گیا اُس کی لاغری کافور ہوگئی اور جسم میں فربہی اور توانائی آ گئی۔ اِس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا کہ اے عبدالقادر! مجھ کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں، وہ بولا میں تیرے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں، ضعف کی وجہ سے میرا یہ حال ہو گیا ہے اب مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے ہاتھ سے زندہ کیا ہے تو محی الدین ہے، تو مردہ دین کو زندہ کرنے اور اُس میں نئی زندگی ڈالنے والا ہے، تو دین کا مجددِ اعظم اور اسلام کا مصلح اکبر ہے۔ میں اُس شخص کو وہیں چھوڑ کر بغداد شریف کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں ایک شخص برہنہ پا بھاگتا ہوا

میرے پاس آیا اور بآواز بلند بولا، سیّدی محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بعدازاں میں مسجد میں آیا اور دوگانہ ادا کیا، میرا سلام پھیرنا ہی تھا کہ خلقت مجھ پر ہجوم کر کے ٹوٹ پڑی اور کانوں کو گنگ کر دینے والی فلک پاش آواز سے محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکارنے لگی، اِس سے قبل مجھے کسی نے اِس لقب سے نہیں پکارا تھا''، حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دینِ اسلام اور رسول پاک ﷺ کی وہ محیر العقول خدمات سرانجام دیں، جن کو دیکھ کر آج حلقۂ بگوشانِ اسلام محوحیرت اور انگشت بدنداں ہیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجدیدِ دین، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کا اثر ارشاد وتربیت، اشاعتِ اسلام، احیائے دین اور تعلیم وتلقین وغیرہ زبردست کارناموں سے یہ بات شمس نصف النہار کی طرح واضح ہوتی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کشف بالکل صحیح ہے۔

اهل القبور کی امداد: اِس مسئلہ میں اہلِ اسلام کا اتفاق ہے صرف منکر ہیں تو وہابی نجدی اور اُن کے ہمنوا فرقے۔ اِس بارے میں فقیر کی تصنیف ہے "الاستمداد من اهل القبور" یہاں ایک حدیث عرض ہے:

حضور ﷺ نے فرمایا: جس وقت تم اُمورِ مشکلہ میں حیران و پریشان ہو جاؤ تو اہلِ قبور (اہلِ اللہ) سے مدد طلب کرو۔ یہ حدیث عملاً مجرب ہے حضرت امام نووی شارح مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ اپنا مشاہدہ اور تجربہ بیان فرماتے ہیں:

"حکی لی بعض شیوخنا الکبار فی العلم أنه افلتت له دابّة أظنُّها بغلة، وکان: یَعرفُ هذا الحدیث، فقاله؛ فحبسَها اللّٰه علیهم فی الحال. وکنتُ أنا مرّةً مع جماعة، فانفلتت منها بهیمةٌ وعجزوا عنها، فقلته، فوقفت فی الحال بغیرِ سببٍ سوی هذا الکلام".

(کتاب الاذکار، امام نووی، الصفحة ۳۷۰، دارالمنهاج، بیروت)

یعنی مجھ سے ایک بہت بڑے شیخ و عالم نے اپنا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ میرا خچر بھاگ گیا اور مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیثِ پاک یاد تھی میں نے اُسی وقت پکارا، "أَعِینُونِی عِبَادَ اللّٰهِ" (۱) ﴿یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو﴾۔ تو اللہ تعالیٰ نے اُس خچر کو اُسی وقت روک دیا۔ امام نووی رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''ہمارا چوپایہ بھاگ گیا ہم اُس کے پکڑنے سے عاجز آ گئے تو میں نے بمطابق حدیثِ ھذا عمل کیا تو وہ سواری فوراً کھڑی ہو گئی اور اُس کے کھڑے ہونے کا اُس کلام کے سوا اور کوئی سبب نہ تھا''۔ علاوہ ازیں اہلِ قبور سے استمداد کی بیشمار حکایات وحوالہ جات ہیں۔ فقیر کے رسالہ

" استمداد از اھلِ قبور" کا معالعہ کریں۔

لے (المصنف، کتاب الدعاء ،ما یقول الرجل إذا ندت به دابته أو بعیره فی سفر،الجزء۷،

الصفحة۱۳۲، موقع یعسوب)

کراماتِ الاولیاء حق: یہ جملہ مخالفین کے عقائد میں بھی داخل ہے اور کرامات کی جملہ اقسام پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے اور یہ اقدم والا مسئلہ بھی اِس اجمال کی تفصیل ہے کیونکہ اِسے " کرامات الاولیاء" میں علماء کرام نے لکھا ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہم اللہ تعالیٰ " تذکرة الموتی" میں لکھتے ہیں کہ اُولیاء اللہ کی ارواح زمین و آسمان اور بہشت میں جس جگہ چاہتی ہیں چلی جاتی ہیں اور اپنے دوستوں و معتقدوں کی مدد اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کرتی ہیں اور اُن کی ارواح سے بطریقِ اُویسیہ فیضِ باطنی پہونچاتی ہیں۔ اِس کی جیتی جاگتی دلیل سلسلہ نقشبندیہ اور سلسلہ اُویسیہ ہے۔ ویسے ہر سلسلہ میں روحانی فیض کا اجراء ہوا اور ہوا کرتا ہے اور ہو رہا ہے یعنی سلسلہ قادریہ و چشتیہ اور سہروردیہ میں باطنی فیض جاری ہوا اور جاری ہے۔ بالخصوص حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعدِ وصال بیشمار حضرات کو روحانی بیعت سے نوازا اور اُن کا سلسلہ تا قیامت چل رہا ہے مثلاً سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ وغیرہ۔

اِس لئے وظیفہ "شیئاً" اور بغداد شریف کی طرف گیارہ قدم اور اِس سے روحانی اور ظاہری فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ منکر کو سوائے انکار برائے انکار کے اور کوئی کام نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اُولیائے کرام کی نیازمندی اور اُن سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی توفیق بخشے۔

وماتوفیقی الا باللّٰه العلی العظیم وصلی اللّٰه تعالیٰ علیٰ حبیبه الکریم الامین وعلی آله واصحابه اجمعین .

فقط والسلام مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۲۲ محرم الحرام شریف ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ

بہاولپور۔ پاکستان

☆......☆......☆

☆......☆